حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ

مجموعۂ نعت



حسنت جمیع خصالہ

مجموعۂ نعت



پاکستان نعت کونسل کراچی

ناشر ـــــــــــ معین الدین احمد

کتابت ـــــــــــ رشید یوسفی

سالِ اشاعت ـــــــــــ ۱۳۹۹ھ ۱۹۷۹ء

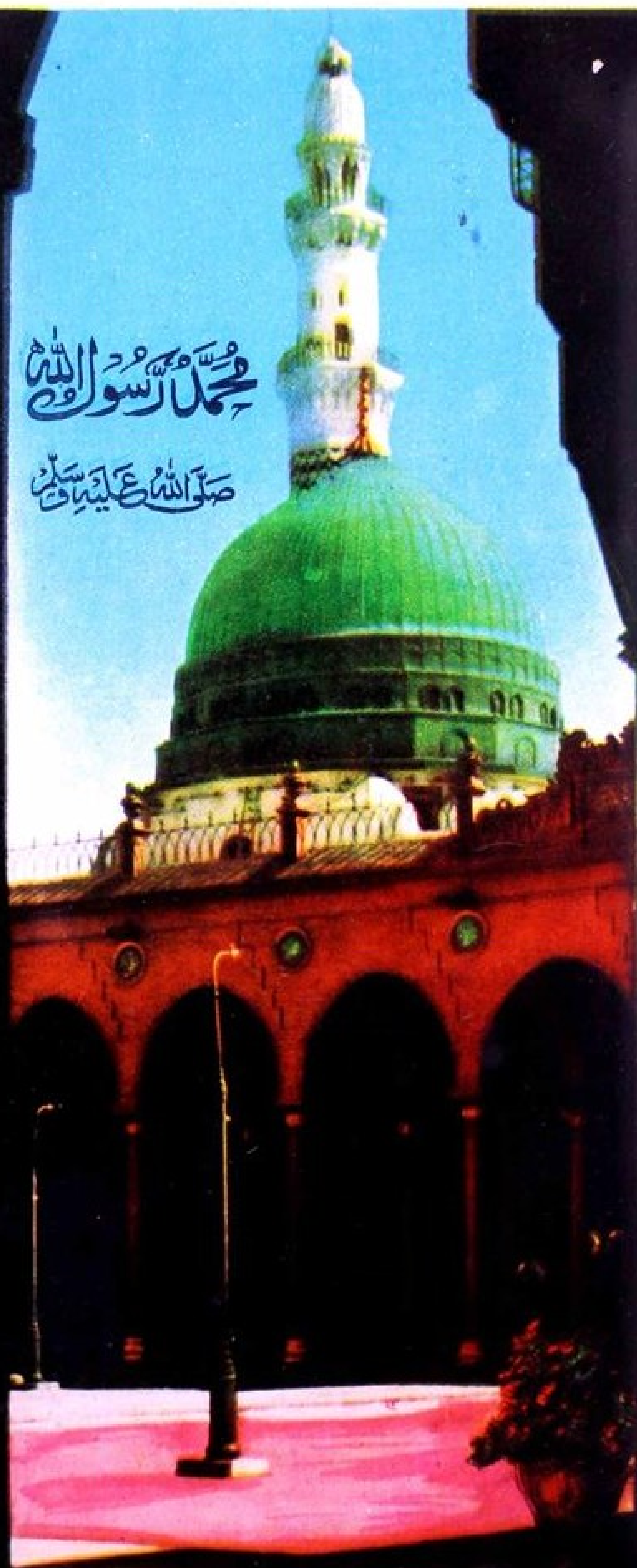
تعداد ـــــــــــ دو ہزار

صفحات ـــــــــــ ۲۰۸

قیمت ـــــــــــ دُعائے خیر

مطبع ـــــــــــ ایجوکیشنل پریس ۔ کراچی

پتہ :۔ ایوان نعت اسٹیٹ ولو بلڈنگ آئی آئی چندریگر روڈ کراچی


محمد رسول الله
صلی اللہ علیہ وسلم

ترتیب

صفحہ نمبر

فیضانِ نعت

اس کی ثنا لکھی ہے میں نے جو ہے مجسّم خود تنویر
روشن روشن جگمگ جگمگ کیوں نہ ہو میری ہر تحریر

انتساب

اپنے والدِ محترم صوفی محمد بخش قادری چشتی مدظلہ العالی

کے نام

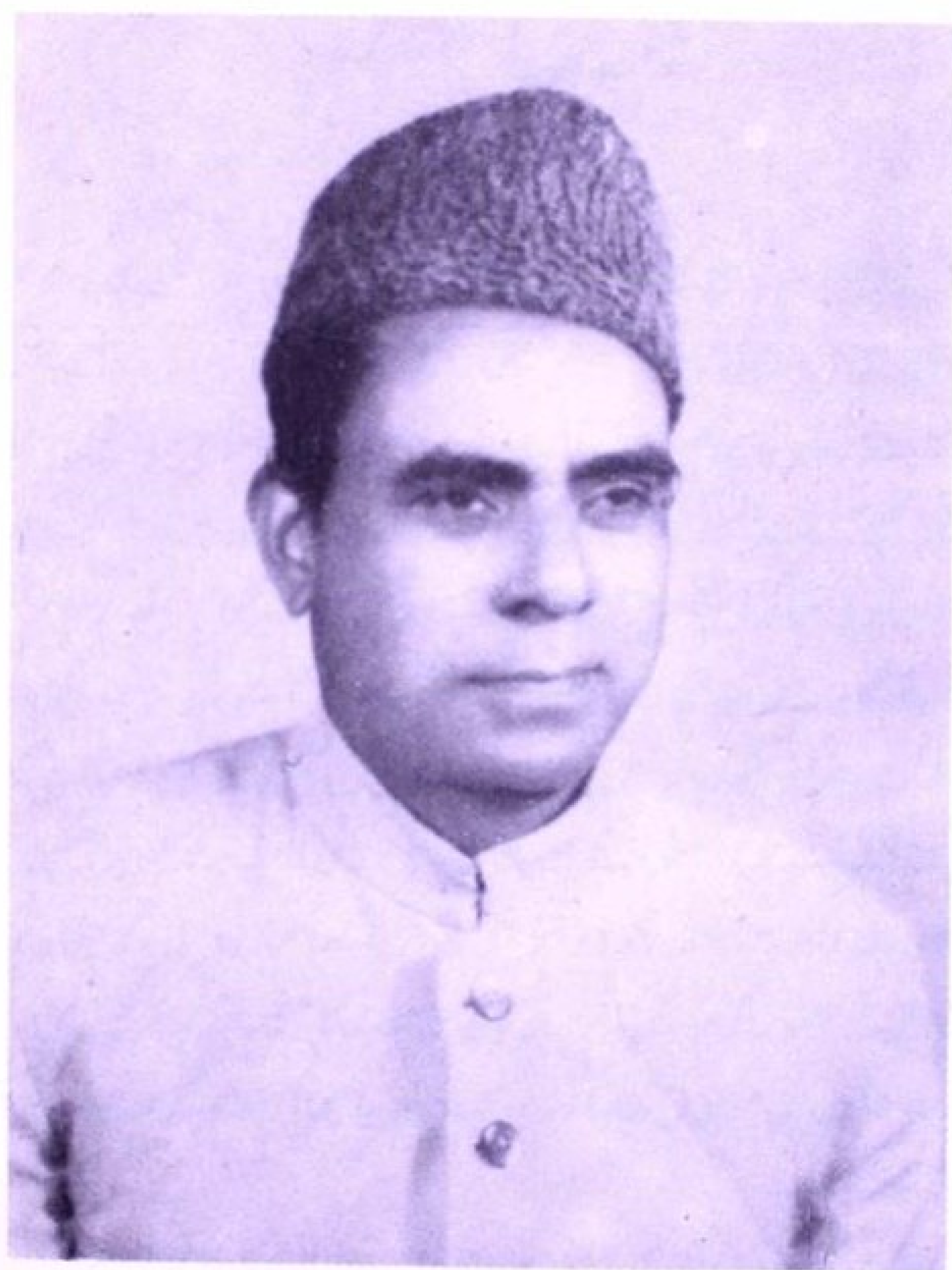
جنکی تربیت نے نعتِ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کے حسین اور ایمان افروز ذوق کو میرے دل میں راسخ کیا

اور

اپنی والدہ محترمہ کے نام
جن کی دعاؤں کے طفیل آج میں اس قابل ہوا

مسلک

کتنی قومیتیں وجود میں ہیں
دہر میں خشک و تر کے رشتے سے
ہم نے بنیادِ دوستی رکھی
یادِ خیر البشرؐ کے رشتے سے



قمر انجم

پیش لفظ

چودھویں صدی کے بارے میں حضور اکرمؐ کے معنیٰ خیز سکوت کی جو تعبیریں کی جاتی رہی ہیں ان کی کم اساسی اب کسی کے لئے راز نہیں۔ سارے اندیشے بے بنیاد ثابت ہوئے۔ اس صدی کے آخری عشرے میں عالم اسلام میں دینی بیداری کی ایسی لہر اٹھی جس سے اسلام دشمن توتیں حیرت زدہ رہ گئیں۔ عین اسوقت جب یہ سمجھا جا رہا تھا کہ اسلام چراغِ سحری ہے۔ کسی وقت بھی بھڑک کر خاموش ہو جائے گا۔ زمین کے کئی افق اسلام کے نور سے جگمگانے لگے۔ حضور اکرمؐ سے غیر مربوط کر دینے کی منظم سازشیں بیکار ہو کر رہ گئیں۔ آج بھی شمع رسالت کے پروانے سر بکف نظر آتے ہیں۔ صلحائے امت کی فداکاری کا جذبہ تو خیر نہ مضمحل تھا نہ مضمحل ہے، امتِ مسلمہ کے وہ افراد بھی جن کے اعمال دین کے معیار پر پورے نہیں اترتے حضورِ اکرمؐ کے نام پر قربان ہو جانے کا عظیم جذبہ رکھتے ہیں۔ آپ کی محبت دلوں میں موجزن ہے اور یہ محبت دنیا میں اسلام کے درخشاں مستقبل کی ضمانت ہے۔

محبتِ رسولؐ ایمان کی بنیاد ہے۔ ہم اللہ تعالےٰ کو آپ ہی کے حوالے سے جانتے ہیں پہچانتے ہیں۔ آپ ہی کے مقدس نطق کو وحی الٰہی کا محمل سمجھتے ہیں۔

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود!
گرچہ از حلقومِ عبداللہ بود

(مولانا رومیؒ)

آپؐ کی محبت کے ان گنت روپ ہیں۔ کہیں جہاد میں شمشیر بکف، کہیں منبر پر موعظت، کہیں قریہ قریہ محو ہدایت، کہیں خلوت میں درود، کہیں محفل میں نعت، کہیں سوز ہے کہیں ساز، کہیں آنسو ہے اور کہیں نغمہ۔

نہ کسی کے رقص پہ طنز کر نہ کسی کے غم کا مذاق اڑا!
جسے چاہے جیسے نواز دے یہ مزاجِ عشقِ رسول ہے
(قمر انجم)

عشقِ رسول جب دل میں راسخ ہو جاتا ہے تو ذوق مدح نعت کے پیکر میں ڈھل جاتا ہے۔ ذوق نعت قدیم ہے۔ اس کا آغاز اس وقت ہوا جب ابتدائے آفرینش کے لئے اللہ تعالےٰ نے امرِ "کن" کے پردے میں "کن محمدؐ" ارشاد فرما کر آپؐ کے سرِ اقدس پر تاجِ تقدم سجایا اور خلعت محبوبیت عطا کی۔ نورِ محمدیؐ عنوانِ حیات بن کر جگمگانے لگا۔ فرشتوں نے مقصودِ کائنات کا طواف کیا آپ ہی کا نور بیت المعمور کی حقیقت ٹھہرا، انبیاء نے آپؐ کی نصرت کے میثاق کو قبول کیا۔ ابوالبشر حضرت آدمؑ نے آپ کے اسم گرامی پر پہلا بوسہ محبت سے ثبت کیا۔ آپ حضرت ابراہیمؑ کا مدعا، حضرت موسیٰؑ کی تمنا اور حضرت عیسیٰؑ کی نوید بن گئے۔

آپ کے اوصاف کا قصیدہ انبیاءؑ پڑھتے رہے، امتیں جھومتی رہیں۔ عرشی آپ کے گن گاتے رہے۔ مگر رب العزت آپ کی جیسی توصیف و تعریف کے حق میں تھا اس کا حق ادا نہ ہوا۔ جب اللہ تعالےٰ نے آخری کتاب نازل فرمائی تو خصوصیت سے آپ کے اوصاف بیان کئے۔ محبت کے آداب سکھائے۔ تعریف و توصیف کے فضائل سے آشنا کیا۔

حضور اکرمؐ کے جاں نثاروں کو نعت کا روشن قرینہ قرآن حکیم سے ملا تو ان کے جذبۂ ستائش کو پرِ پروازمل گئے۔ صورت کا جمال بھی سامنے تھا اور تجلیاتِ سیرت بھی۔ انوار کی بارش ہوئی۔ بیان کو حسن ملا، خیال کو وسعت، نگاہ کو تعمق ملا فکر کو رفعت۔ حضرت حسانؓ بن ثابت، حضرت کعبؓ بن زہیر۔ حضرت عبداللہؓ

بن رواحہ، حضرت کعبؓ بن مالک، حضرت مالکؓ بن النمط، حضرت عاشی بکرؓ بن وائل حضرت نابغہ الجعدیؓ، حضرت اعشی المازانیؓ، حضرت قیسؓ بن بحر الاشجعی اور حضرت مازنؓ الطائی۔ گروہ صحابہ کبارؓ میں مدحتِ رسولؐ کے افق پر آفتاب و ماہتاب بن کر جگمگائے ان کے قصائد نے مدحتِ مصطفیٰؐ اور محبت مصطفیٰؐ کا دستور مرتب کیا۔

حضور اکرمؐ کے محامد و محاسن کا بیان دو حصوں میں منقسم ہے۔ آپؐ کو اللہ تعالےٰ نے ایسا جمالِ صورت دیا کہ آپؐ قرآنِ خدوخال نظر آتے ہیں۔ مخلوقات میں آپؐ سے زیادہ حسین کوئی بھی نہیں۔ احسن الخالقین کا آپ بہر اعتبار شاہکار ہیں۔

حسنِ یوسفؑ، دمِ عیسیٰؑ، یدِ بیضٰی داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

جہاں تک آپ کی مقدس سیرت کا تعلق ہے" آپؐ قرآن سیرت ہیں" ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ کا یہ ارشاد بھی قرآنِ کریم ہی کی تفسیر ہے۔

وہ دانائے سبل ختم الرسلؐ مولائے کلؐ جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیٔ سینا

محبت آپؐ کو ہر زاویے سے دیکھتی ہے۔ سیرت و صورت کے جمال کو یکساں اہمیت دیتی ہے۔ آپؐ کے حسن کے ہر پہلو کی تعریف کو ایمان سمجھتی ہے۔ کچھ دنوں سے بعض لوگ جو عاقبت نااندیش ہونے کے علاوہ بے ادب بھی ہیں اس بات پر اصرار کر رہے ہیں کہ جمالِ صورت کو نعت سے خارج کر دیا جائے۔ محبتِ رسولؐ کا ادعا نہ کیا جائے۔ ملتِ اسلامیہ کی سیرت سازی کے لئے نعت میں صرف تذکرۂ سیرت پر انحصار کیا جائے۔ یہ کھلی ہوئی افراط و تفریط ہے بلکہ اس افراط و تفریط کی حدیں گمراہی سے مل جاتی ہیں۔ قرآنِ کریم کے مطالعے کا ذوق رکھنے والے خوب جانتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالےٰ نے اپنے حبیب مکرمؐ کے جمال صورت اور کمالِ سیرت کو بار بار قرآن کریم میں بیان فرما کر جمال صورت اور کمالِ سیرت کی ستائش کو فرض بنا دیا ہے آپؐ کی محبت کا انکار کفر کی علامت ہے۔

حضورِ اکرمؐ کی محبت کی وقعت اور افادیت کا اندازہ یوں بھی لگایا جا سکتا ہے کہ آپؐ نے امت کو خود اپنی محبت کی تاکید فرمائی ہے۔ تاکہ امت اللہ تعالےٰ کی ان بیکراں نعمتوں اور رحمتوں سے محروم نہ رہ جائے جو آپؐ کی محبت کا اجر بن کر اسے اپنی آغوش میں لے لیتی ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا "تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ مجھے اپنے ماں باپ، اپنی اولا بلکہ ہر شے سے زیادہ محبوب نہ رکھے۔ اپنی محبت کی تلقین یوں بھی فرمائی " اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ " تم اسی کے ساتھ ہو جس سے تمہیں محبت ہے۔ محبت کو اپنی معیّت کا معیار بنا کر اخروی فوز و فلاح کی یوں بھی ضمانت دی " مَنْ اَحَبَّنِی کَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّۃِ " جو مجھ کو محبوب رکھتا ہے وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ اللہ تعالےٰ نے بھی اپنے بندوں کو اپنی رحمتوں کا حق دار بنانے کے لئے محبتِ سرکارِ رؤف الرحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی خصوصی ترغیب دی ہے۔ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ ۔ نبیؐ ایمان والوں کی جان سے بھی قریب تر اور عزیز تر ہیں۔ حضورِ اکرمؐ کی محبت کا جو لوگ دم بھرتے ہیں ان کو عاصی و خاطی کہکر ان کا مذاق اڑانے والے شاید حضورِ اکرمؐ کی اس حدیث مبارکہ کے منکر ہیں جس کو امام مالکؒ جیسے محتاط محدث نے مؤطا میں کچھ اس طرح نقل کیا ہے۔

ایک صحابیؓ تھے جنکی بذلہ سنجی لبِ رسالت مآبؐ کے لئے بھی تبسم بن جاتی تھی ایک مرتبہ وہ نشہ کی حالت میں پائے گئے۔ آپؐ نے ان پر شراب کی حد جاری فرمادی سزا کے بعد گھر چلے گئے۔ مگر دوسرے دن حسب معمول بارگاہِ رسولؐ میں حاضر ہو گئے اور انکی شگفتگی میں کوئی فرق نہ آیا۔ کچھ عرصے بعد پھر نشے کی حالت میں پائے گئے۔ آپؐ نے پھر حد جاری کر دی مگر ان کی حاضری کے معمولات اور بذلہ سنجی میں پھر بھی کوئی فرق نہ آیا۔ تیسری بار جب نشے کی حالت میں ان پر حد جاری تھی کسی نے کہا "اے دشمن خدا و رسولؐ اپنی حرکت سے باز کیوں نہیں آتا"۔ یہ جملہ جب آپؐ نے سنا تو آپ کو جلال آگیا اور اسی جلال کے عالم میں تین بار ارشاد فرمایا "میں گواہی دیتا

ہوں کہ یہ اللہ تعالٰی اور مجھے محبوب رکھتا ہے۔" اس حدیث پر خدا کے لئے غور کرو اور محبت کا دم بھرنے والوں کا مضحکہ اڑا کر اپنی آخرت برباد نہ کرو۔ حضور اکرمؐ کی محبت کے چراغ اختلافات کی آندھیوں سے کبھی نہیں بجھیں گے آج تک جتنی تحریکیں محبت رسولؐ کو مٹانے کے لئے ابھریں خود ہی فنا ہو گئیں محبت رسولؐ آج بھی دلوں پر حکمراں ہے۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغِ مصطفوی سے شرارِ بولہبی

اسلام تشنۂ تعبیر ہی رہتا ہے۔ جب تک پوری یکسوئی سے حضور اکرمؐ کی طرف توجہ منعطف نہ ہو جائے اور توجہ کا یہ ارتکاز آپؐ کی ہمہ جہت محبت کے بغیر ممکن ہی نہیں۔

بمصطفٰےؐ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است

نعت کی ایک مربوط تاریخ ہے۔ اس کے تمام اسالیب موقر ہیں یہ ذوقِ نعت صحابہؓ سے تابعین تک اور ان سے تبع تابعین تک پہنچا اور پھر اقصائے عالم میں نسلاً بعد نسلٍ پھیلتا ہی چلا گیا۔ دنیا کی تمام مہذب و مرتب زبانوں میں مدحتِ رسول کریمؐ کا سرمایہ موجود ہے۔ دنیا میں جتنے بھی مذاہب یا مکاتیب فکر ہیں ان کے پیشواؤں میں سے کسی کو بھی سرکارِ دو عالم کی طرح مرجع توصیف بن جانا میسر نہ آیا۔ کرۂ ارض پر بسنے والوں نے آج تک اپنے ممدوحین کی جس قدر تعریف کی ہے سرمایۂ نعتِ ممدوحِ خدا کا عشرِ عشیر بھی نہیں ہے۔

نعت ہر دور میں کہی جاتی رہی ہے۔ برصغیر ہند و پاک میں ایسے شعرا بھی ہوئے جن کے نعتیہ دیوان موجود ہیں۔ ان میں حضرت محسن کاکورویؒ۔ حضرت امیر احمد مینائیؒ۔ اعلیٰ حضرت علامہ احمد رضا خانؒ۔ مولانا شہیدیؒ۔ حضرت بیان یزدانیؒ۔ خصوصیت سے قابلِ ذکر ہیں۔

نعت کے صاحب دیوان شعراء سے قطع نظر ہر شاعر نے بارگاہِ رسالت میں منظوم خراجِ عقیدت ضرور پیش کیا ہے۔ اکثر دواوین میں حمد و نعت ہی سے کلام کا آغاز ہوا ہے۔ مگر عصرِ حاضر نے نعت کی ضرورت کو شدت سے محسوس کیا ہے۔ اب جس کثرت سے نعتیں کہی جا رہی ہیں پہلے کبھی نہیں کہی گئیں۔ اب جس قدر نعت کے دیوان سامنے آرہے ہیں اس کی مثال بھی کوئی عہد پیش نہیں کرسکتا۔ نعت کے ذوق شوق کی اس وسعت پذیری کو دیکھتے ہوئے یہ بات بڑے وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ آئندہ صدی ہمارے آقا و مولا کی نعت کی صدی ہوگی پیاسے سیرابی کے لئے مدینہ منورہ ہی کی طرف رخ کریں گے۔

نعت کہنے والے جس قدر حضور اکرمؐ کی تعریف کرتے ہیں ان کے جذبۂ ستائش کی تشنگی اور بڑھ جاتی ہے۔ آپ کی تعریف میں ایک بات کہتے ہیں تو بے شمار صفات کے لئے شرحِ صدر ہو جاتا ہے۔ آپ کی ذات اقدس جامع الصفات ہے۔ ہم اپنی محدود فکر سے محاسنِ مصطفیٰؐ کا احاطہ نہیں کر پاتے۔ محسوسات کے اظہار کے لئے جب لفظ کو چھوتے ہیں تو وہ برف کی طرح پگھل جاتا ہے یا حمد و ثنا کی گرانباری سے پس جاتا ہے۔ کوئی اپنے عجز کا یوں اقرار کر کے سرخرو ہوا۔

لَا یُمْکِنُ الثَّنَاءُ کَمَا کَانَ حَقُّہٗ

کسی نے بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر کہکر تفصیل کو اجمال کے آئینے میں دیکھنے کی کوشش۔ کسی نے ساری زندگی نعتیں کہنے کے بعد یہ عرفان حاصل کیا۔

محمدؐ ہے نبی ممدوح ذاتِ کبریائی کا !
اگر دعویٰ ہے مدحت کا تو دعویٰ ہے خدائی کا

حضور اکرمؐ کی توصیف کے ادعا کے بغیر نہایت عاجزی سے نعت کہی جاتی ہے یہ اللہ تعالٰی کا بڑا کرم ہے وہ اعمال کو نیتوں کی کسوٹی پر پرکھتا ہے۔ نعت میں بیان ذمنی درجے کا حامل ہے۔ نعت میں صرف اس جذبے کا اعتبار ہے جو مدحت رسولؐ میں لب کشائی کی جرأت عطا کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ جب کسی کو اپنے فضل کے لئے مخصوص کرنا چاہتا ہے تو اسے اپنے حبیب مکرمؐ کی نعت کے لئے منتخب فرمالیتا ہے نعت گوئی بلاشبہ سعادت ازلی ہے۔

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ!

قمر انجم اس اعتبار سے سعید ازلی ہیں۔ ان کی پچیس سالہ کاوشیں مجموعۂ نعت کی صورت میں "حسنت جمیع خصالہٖ" کے حسین نام سے شائع ہو کر منظر عام پر آرہی ہیں۔ قمر انجم کے لئے یہ بہت بڑا اعزاز ہے کہ وہ صرف نعت کہتے ہیں۔ اس سے پہلے کہ میں ان کے کلام کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کروں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ بطور تعارف اپنی معلومات اجمالی طور پر ضبط تحریر میں لاؤں شاعر کی زندگی کا سوانحی خاکہ اس کے مطالعہ میں بڑا اہم کردار ادا کرتا ہے۔ کیونکہ اس کے کلام پر اس کی ذات کے بہت گہرے نقوش ہوتے ہیں۔

قمر الدین احمد نام اور انجمؔ تخلص ہے، بلند قامت، کشادہ پیشانی، روشن آنکھیں، چہرے پر راجپوتانے کی جاذب نظر ملاحت، شیریں گفتار، سراپا ذہانت، پاکیزہ اخلاق ہونے کے ساتھ سوز و گداز کا یہ عالم جیسے وہ محبت کی آنکھ سے ٹپکا ہوا آنسو ہوں۔ ۱۹۲۶ء بمقام اودے پور پیدا ہوئے۔ اودے پور راجپوتانے کی قدیم ریاستوں میں اپنی آن بان کی وجہ سے ایک منفرد ریاست تھی۔ سلطان ظہیر الدین بابر کا سب سے بڑا حریف رانا سانگا تھا۔ چتوڑ کا قلعہ فتح کئے بغیر مغل شہنشاہیت کا قیام ممکن نہ تھا۔ لہٰذا بابر نے چتوڑ پر حملہ کر کے رانا سانگا کو ایک خونریز معرکہ میں شکست دی۔ رانا سانگا کی موت کے بعد اس کا بیٹا اودے سنگھ چتوڑ کے غیرت مند راجپوتوں کے ساتھ ایک پہاڑی علاقے میں پہنچا اور ایک نیا شہر آباد کر کے اس کا نام اودے پور رکھا۔

قمر انجم کے والد صوفی محمد بخش قادری چشتی جنکی عمر اس وقت سو کے پیٹے میں ہے اودے پور کے ایک معزز خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ ذاتی طور پر منکسر المزاج، پابند

شریعت، عابد و زاہد بزرگ ہیں۔ جب سے ہوش سنبھالا ہے نماز تہجد پابندی سے ادا کر رہے ہیں۔ زیارت حرمین کی مسلسل آرزو کے علاوہ ہر تمنا سے بے نیاز ہیں حضور اکرمؐ کی نعت خوانی ان کا محبوب مشغلہ ہے۔ قمر انجم نے ہوش سنبھالا تو اپنے والد محترم کو ثنائے خواجۂ عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں مصروف پایا۔ میلاد مبارکہ کی محفلوں میں پہلے تو سامع کی حیثیت سے شریک ہوتے رہے۔ مگر جلد ہی اپنی آواز کے حسن کو مدحتِ رسولؐ سے جگمگا کر بارگاہِ رسالت میں پیش کر دیا۔ میلاد کی محفل میں باغِ مدحت کی ایک کلی چٹکی تو سامعین جھوم اٹھے۔ مگر یہ اندازہ اور پیش بینی کوئی نہ کر سکا کہ جس رسیلی آواز نے ابھی ابھی سماعت نوازی کی ہے عشق رسول کی تبلیغ کے لئے منتخب بھی کی جا چکی ہیں۔ تعلیم و تربیت کے ساتھ نعت خوانی کا ذوق بھی پروان چڑھتا رہا۔

۱۹۴۷ء کے انقلاب میں اودے پور سے پاکستان آکر کراچی میں قیام کیا ہجرت نے زندگی کے شب و روز یکسر بدل دیئے۔ تعلیم کو وقتی طور پر موقوف کر کے باپ کا سہارا بننے کے لئے حصول معاش کے میدان میں آکھڑے ہوئے۔ ان دنوں کراچی میں میونسپل کارپوریشن کے معروف ڈیزائنر اطالوی آرکیٹیکٹ ایم، جی سرویلو کو ایک نائب کی ضرورت تھی۔ قمر انجمؔ کو ڈرائنگ سے ایک فطری لگاؤ بچپن ہی سے تھا۔ اپنی صلاحیتوں کے اعتماد کے بل بوتے پر انٹرویو کے لئے پہنچ گئے امیدوار بہت تھے۔ مگر ایم، جی سرویلو کی مردم شناس نگاہ نے قمر انجمؔ ہی کا انتخاب کیا۔ اطالوی آرکیٹیکٹ بہت نفاست پسند اور بہت مرتب شخصیت کا حامل تھا۔ اس کی نفاست طبع کا یہ عالم تھا کہ وہ اگر کسی ردی کاغذ کو ضائع کرنے کے لئے پھاڑتا تو اس کاغذ کا ہر پرزہ آپس میں مساوی الاضلاع ہوتا۔ قمر انجمؔ نے رات دن ایک کر کے مسٹر سرویلو کے کاروبار کو سنبھال لیا۔ چند سال بعد یہ عالم ہو گیا کہ کام قمر انجمؔ کرتے اور وہ صرف دستخط۔ میرا ذاتی مشاہدہ ہے کہ قمر انجمؔ سے مسٹر سرویلو محبت کرتے تھے اور اس محبت کے سرچشمے قمر انجمؔ کے حسنِ کارکردگی اور جذبۂ تعاون سے پھوٹتے تھے

مسٹر سرویلو کی خصوصی توجہ اور قمر انجم کے بے پایاں شوق کے نتیجے میں پاکستان میں ایک باکمال آرکیٹیکٹ کا اضافہ ہوا۔ مسٹر سرویلو کی موت کے بعد قمر انجم نے اپنا ذاتی کاروبار کا آغاز کیا۔

آج پاکستان میں سیکڑوں عظیم عمارتیں قمر انجم کے کمالِ فن کا زندہ ثبوت ہیں، پاکستان کے نامور آرکیٹیکٹس میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ علم و فن کی منزلیں طے کرتے ہوئے اے، آر، آئی، بی، اے لندن ہونے کا بھی اعزاز حاصل کر چکے ہیں۔ انکی زندگی جد وجہد اور تدریجی ارتقا کی ایک فکر انگیز داستان ہے۔ جس کی تفصیلات کے لئے ایک علیحدہ تصنیف کی ضرورت پیش آئے گی۔ عملِ ارتقا الحمدللہ جاری و ساری ہے مگر وہ اس وقت بھی معاشرے میں ایک نہایت اہم حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کے بڑے صاحب زادے معین الدین احمد نے ان کے کاروبار میں پوری طرح اعانت کی ہے اور انھیں کے نام سے کراچی میں دو بڑی مارکیٹیں۔ معین سلک مارکیٹ بولٹن مارکیٹ اور معین اسٹیل مارکیٹ نزد سول ہسپتال کراچی تکمیل کے مراحل میں ہیں۔

"فاروقیہ" تحصیل ہری پور ہزارہ میں علی ایسبسٹوس انڈسٹریز لمیٹیڈ (پائپ پلانٹ) قائم کیا ہے۔ یہ ایک پبلک لمیٹڈ کمپنی ہے۔ اس کے کُل سات ڈائریکٹر ہیں۔ اور وہ اس ادارے کے ڈپٹی مینجنگ ڈائریکٹر بھی ہیں۔ کئی سال سے کام جاری ہے۔ جنوری ۱۹۸۰ء کے آخر تک پروڈکشن شروع ہوجائیگا۔

علی ایسبسٹوس شیٹ پلانٹ تکمیل کے مراحل میں ہے۔ کراچی حیدرآباد سُپر ہائی وے، تھانہ بولا خاں میں غوثیہ سیمنٹ فیکٹری قائم کی جائے گی جس کے چیئرمین خود قمر انجم صاحب ہوں گے۔

ہری پور ہزارہ میں چشتیہ برکس کے نام سے اینٹوں کا پلانٹ لگانے کا ارادہ کر رہے ہیں۔ اس کے روحِ رواں بھی قمر انجم صاحب ہوں گے۔

قمر انجم کے دیوانِ نعت کے مقدمے میں ان کے کاروباری پھیلاؤ کا یہ مختصر ذکر بظاہر غیر مربوط سا محسوس ہوگا مگر اس کا ذکر اس لئے ناگزیر تھا کہ اپنی نعتوں میں بطور تحدیث نعمت انھوں نے بار بار یہ کہا ہے کہ مجھے سرکارؐ نے اتنا کچھ دیا ہے جس کا تصور تک میرے ذہن میں نہیں تھا۔ مجھے اتنا نوازا گیا ہے کہ میں بیان نہیں کرسکتا ان کے گدا کو ان کے در سے کیا نہیں ملتا۔ عطا کے یہ اشارے بہر کیف مشارٌ الیہ کا بھی تقاضا ضرور کرتے۔ ان کی روح کی سیرابی کس کس طرح ہوئی ان کے باطن کو کس کس طرح جگمگایا گیا۔ اس سوال کا جواب نہ قمر انجم دے سکتے ہیں نہ میں اس پر روشنی ڈالنے کے موقف میں ہوں۔ مگر یہ بات کیا کافی نہیں ہے کہ وہ نعتِ رسولؐ کے لئے وقف ہیں۔ بے شک نعتِ رسولؐ بہت بڑا اعزاز ہے اور جس کو بھی یہ اعزاز ملا اسے سب کچھ ہی مل گیا۔

کراچی میں مسجد آرام باغ مسلکِ اہل سنت والجماعت کا عظیم ترین مرکز ہے اس خوبصورت مسجد کا ڈیزائن بھی قمر انجم کے حسنِ خیال کا آئینہ ہے۔ اس مسجد میں گزشتہ تیس سال سے بعد نماز جمعہ قمر انجم کے اہتمام و انصرام میں محفل نعت منعقد ہوتی ہے کراچی اور بیرونِ کراچی سے خوش فکر شعرا اور شعلہ نوا نعت خواں شرکت کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ اس محفل میں کیفیات اور تجلیات کی بارش ہوتی ہے۔ محسوسات کے حصار میں ان گنت کیفیات ہوتی ہیں مگر ان کے بیان کا کوئی قرینۂ معتبر آج تک دریافت نہیں ہوا۔ مشاہدات بہر کیف بیان کئے جاسکتے ہیں۔ محفل نعت کی ایک جھلک سے آپ بھی استفادہ کیجئے۔ نماز جمعہ کے بعد کچھ لوگ جنھیں کوئی بہت ضروری کام ہے مسجد سے باہر جارہے ہیں اور کچھ لوگ جو مختلف مساجد میں نماز ادا کرکے آئے ہیں شرکت کے لئے مسجد میں جمع ہو رہے ہیں۔ نمازیوں کی اکثریت سمٹ کر قمر انجم کے اطراف جمع ہو رہی ہے تاکہ حضور پر نور کی بارگاہ میں ہدیۂ صلوٰۃ و سلام پیش کریں۔

قمر انجم کی آواز کا سوز و گداز نعت ہی کا پروردہ ہے۔ نعت ہی میں متاعِ قبول بنتا ہے۔ مگر جب وہ بارگاہِ حبیب اللہ میں سلام پیش کرتے ہیں۔ عشق مجسم نظر آتے ہیں۔ ان کے سلام پڑھنے کا انداز منفرد ہے۔ وہ کسی محفل میں ہوں سلام کے وقت اہل ذوق شوق کی نظر انھیں کی طرف اٹھتی ہے اور وہ بھی سلام کے ایسے عاشق ہیں کہ کبھی انکار نہیں کرتے۔ ولولہ خیز، محبت انگیز اور رقت آمیز سلام کے بعد محفل نعت کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔ قمر انجم مائیک پر آکر ایک پر کیف اور وجد آفریں نغمہ چھیڑتے ہیں اور تمام حاضرین ان کے ہمنوا بن جاتے ہیں۔

نامِ محمد صلِ علیٰ آنکھوں کی ٹھنڈک دل کی جلا
آؤ ان کا ذکر کریں جو ہیں دافعِ رنج و بلا

اس نغمہ سے جب ذہنوں کا سفر دیارِ حبیب کی طرف شروع ہو جاتا ہے تو قمر انجم ازدیادِ شوق کے لئے ایک مختصر سی تقریر کے بعد کسی نعت خواں کا تعارف کراتے ہوئے اسے نعت خوانی کے لئے طلب کرتے ہیں۔ نعت خواں جیسے ہی آواز کی لہروں پر ذکر رسولِ کریمؐ نشر کرتا ہے، کلام اور سماعت ہم آہنگ ہوتے ہیں کیفیات کا گلستان مہکنے لگتا ہے۔ کوئی پروانہ نقد جاں لے کر اٹھتا ہے کوئی ہجر رسولؐ کی شدت کو محسوس کر کے اپنی پرسوز آہ سے دلوں کو گرما دیتا ہے۔ کوئی ذکر کے ساتھ مذکور کا قرب محسوس کر کے فرطِ ادب سے گردن جھکا لیتا ہے۔ کوئی دم بخود ہے کسی کی آنکھیں برس رہی ہیں۔ کوئی سرکار کے نام پر وہ سب کچھ قربان کر رہا ہے جو اس کے پاس ہے۔ محبتِ رسولؐ کے مختلف مظاہر اجتماعی طور پر رنگ محفل بن جاتے ہیں اور ایسا محسوس ہونے لگتا ہے جیسے مسجد آرام باغ کراچی میں نہیں مدینے میں ہے۔

قمر انجم صرف نعت خواں اور نعت گو ہی نہیں، نعت کا ایک ادارہ ہیں۔ کتنے ہی غزل گو شعراء ان کی تحریک پر نعت کہنے لگے اور ان میں سے بعض نے تو غزل کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہہ دیا اور مجاز سے حقیقت کی طرف پیش قدمی کی۔ بہت

سے وہ نوجوان جو اپنی اچھی آواز دل کو فلمی دھنوں میں الجھائے ہوئے تھے نعت خواں بن گئے۔ آرام باغ کی محفل نعت نے نعت گوئی کے اسلوب کو بھی متاثر کیا ہے اور اس کے اثرات کی بازگشت دور دور تک سنائی دینے لگی ہے۔ اس محفل نعت میں کم سن بچوں کی ایک بڑی تعداد ہمیشہ زیر تربیت رہتی ہے اب تک بچوں کی متعدد جماعتیں آداب نعت خوانی قمر انجم کی درسگاہِ نعت میں سیکھ کر شائستۂ مدح رسول ﷺ ہو چکی ہیں۔ قمر انجم جب خود نعت پڑھتے ہیں تو اپنے اضطراب شوق کی تفسیر بن جاتے ہیں۔ ان کے آنسو ہر دل میں آتشِ شوق بھڑکا دیتے ہیں، ہر آنکھ برسنے لگتی ہے۔ ہر بار یہ اصرار ہوتا ہے کہ قمر انجم نعت پڑھیں اور پڑھتے ہی رہیں۔ مگر وہ خود بہت کم پڑھتے ہیں اور نعت خوانوں کی ہمت افزائی کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ وہ محفل میں شعلۂ بے تاب کی طرح متحرک رہتے ہیں۔ خود کثرت سے نذریں پیش کرتے رہتے ہیں اور ساتھ ہی دوسروں کی نذریں قبول کر کے نعت خوانوں تک پہنچاتے رہتے ہیں۔ نعت کا کیف اس وقت بہت ہی بڑھ جاتا ہے جب وہ عالمِ وارفتگی میں کسی نعت خواں کے ہمنوا بن جاتے ہیں۔

قمر انجم کراچی سے اکثر راولپنڈی جاتے رہتے ہیں۔ وہاں بھی نعت خوانی کا اہم مرکز جامع مسجد لال کرتی قایم ہو گیا ہے۔ بعد نماز جمعہ محفل نعت نماز عصر تک جمتی ہے۔ وہاں بھی دور و نزدیک سے نعت خواں آکر شریک ہوتے ہیں۔

قمر انجم اکثر عالمی سفر کرتے رہتے ہیں۔ جہاں جاتے ہیں نعت کی محفل کا اہتمام اہل دل ضرور کرتے ہیں۔ مدینۂ منورہ، مکۂ مکرمہ، بنگلہ دیش، انگلینڈ، جاپان اور امریکہ میں ان کی آواز نعت کے حوالے سے متعارف ہے۔ اور جب سے انکی نعتوں کے کیسٹ انہی کی آواز میں شالیمار ریکارڈنگ کمپنی لمیٹڈ نے "صبح مدینہ شام حرم" اور "جنکے سپنے ان کے گیت" تیار کئے ہیں۔ انکی آواز عالمگیر ہوتی جا رہی ہے۔

قمر انجم کی فکر اب دیوانِ نعت کی صورت میں منتظم ہو کر دلوں کے سفر کا آغاز کر رہی ہے اور یہ بات پورے وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ انکی سدا بہار نعتیں

اہل ذوق کے لئے ہمیشہ سرمایۂ جذب وکشش رہیں گی۔

"حسنت جمیع خصالہٖ" ۲۰۸ صفحات پر مشتمل ایک مبسوط دیوانِ نعت ہے جس میں غزل، نظم، گیت، قطعات اور رباعیات کے تمام اسالیب نعت کے حسن سے جگمگا رہے ہیں۔ قمر انجم راجپوتانے کے رہنے والے ہیں۔ ہندی زبان کے لوچ اور ہندی شاعری کی جذباتیت سے بہت متاثر ہیں۔ اور اسی کے زیر اثر ہندی میں بھی بڑی خوبصورت نعتیں کہی ہیں اور اس بات کا لحاظ بھی رکھا ہے کہ وہ سنسکرت کے اغلاق سے ادق نہ ہونے پائے۔ حضور اکرمؐ کے واسطے سے وہ اولیاء سے بھی خصوصی عقیدت ومحبت رکھتے ہیں۔ پاکستان میں حضرت شیخ علی ہجویریؒ (داتا گنج بخش) حضرت بابا فرید شکر گنجؒ، حضرت میاں میرؒ کے مزاراتِ مقدسہ پر خصوصاً اور دیگر بزرگانِ دین کی درگاہوں پر عموماً حاضر ہوتے رہتے ہیں۔ حضرت سلطان الہند خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین چشتیؒ سے ایک خصوصی نسبت رکھتے ہیں گذشتہ تین سال سے عرس میں شرکت کے لئے پابندی سے اجمیر شریف جا رہے ہیں۔ وہاں جاکر ہر سال حضور غریب نوازؒ میں جہانگیری دیگ نذر کرتے ہیں جس میں تقریباً ۸۰ من چاول گھی اور میوہ جات ڈالا جاتا ہے۔ حضرت غوث الاعظم محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ سے بھی قمر انجم کو والہانہ محبت ہے۔ ہر ماہ گیارہ تاریخ کو شاندار گیارہویں کرتے ہیں۔ اولیاء اللہ کی محبت نے انھیں نعت کے ساتھ ساتھ مناقب کا بھی ذوق دیا ہے۔

"حسنت جمیع خصالہٖ" کا آخری حصہ ہندی اردو منقبتوں پر مشتمل ہے۔

قمر انجم کی نعتوں میں نغمگی کا دریا موجزن ہے۔ وہ خود بھی سریلے ہیں، ذہن پر جب بھی کوئی دھن نازل ہوکر دل کو چھو لیتی ہے تو ان پر فکر سخن کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ وہ رسمی طور پر نعت نہیں کہا کرتے۔ ذکر رسولؐ ان کے مزاج میں راسخ ہو چکا ہے اور اس فیضان کا انھیں خود بھی احساس ہے۔

یہ انتہائے کرم ہے حقیقتہً انجم
نبیؐ کی نعت ہے تیرا مزاج صلی علیٰ

احساس ایسی حقیقت جو بیرونی شہادت کا محتاج نہیں۔ جو بات احساس کے حوالے سے کہی جاتی ہے اس پر ناقابل تردید الیقان کی مہر ثبت ہوتی ہے۔ قمرانجم کی زندگی کا دامن آنسوؤں سے تر ہے۔ زمانے کے نشیب و فراز اوران کے شدائد کا وہ مردانہ وار مقابلہ کرتے ہیں۔ غم زمانہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مسکرانا ان کی عادت ہے۔ مگر محبتِ رسول ؐ کی نسبت نے انھیں چشمِ تر عطا کی ہے۔ وہ یاد رسول ؐ میں روتے ہیں اور اتنا روتے ہیں کہ دیکھنے والے تک ان کے درد کی لپیٹ میں آکر اشک بار ہو جاتے ہیں۔

خالقِ کائنات نے اپنی حکمت بالغہ کے تحت حکم دیا ہے "کم ہنسو اور کثرت سے آنسو بہاؤ" دل کو دل بنانے کے لئے لطافتِ غم کی ضرورت ہے۔ قرآن حکیم سے ثابت ہے۔ عارفِ روم مولانا جلال الدین رومیؒ نے نمائندۂ غم یعنی آنسوؤں کے لئے ایک انکشاف کرتے ہوئے فرمایا۔

گر خدا خواہد کہ یاری کند
میلِ آتش جانب زاری کند

جب خدا یہ چاہتا ہے کہ کسی کو اپنی دوستی کی عزت سے سرفراز کرے تو اس کی طبیعت کو رونے پر مائل کر دیتا ہے، آنسو خشیت الٰہی کے ہوں یا اللہ اور اس کے رسول مکرم ؐ کی محبت کے بہر حال فلاح کے ضامن ہیں۔ قرب کی علامت ہیں۔

قمرانجم کے کلام میں آنسوؤں کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ وہ آنسوؤں پر محبت رسول ؐ کے حوالے سے بھی ناز کرتے ہیں اور انھیں ثبوتِ محبت بھی سمجھتے ہیں۔ مدینۂ طیبہ میں پہلی بار حاضر ہوئے تو ان کی چشم تر نے برسنے کی سابقہ روش کو بہت پیچھے چھوڑ دیا۔ مگر ان کے محسوسات پر یہ راز بھی منکشف ہوا کہ آنسو صرف مظہر غم ہی نہیں مسرت کی نمائندگی بھی کرتے ہیں۔ اپنے اس احساس کو شعر کے خوبصورت قالب میں ڈھالتے ہوئے کہا۔

سامنے ہے درِ رسولؐ اشک نہیں کوئی ملول
آج ہوئی ہے سرخرو میری ہر ایک آرزو

اشکوں کی فراوانی قرب سے قطع نظر ہجر میں بھی ان کے لئے باعث افتخار ہی معلوم ہوتی ہے۔ اپنے اس احساس کی تبلیغ بھی ضروری سمجھتے ہیں۔ ایک گیت میں کہا ہے۔

روتا ہوں میں دل تو مگن ہے
پریم نبیؐ کا میرا دھن ہے
سچے سکھ کا بھید نہ جانا
پاگل ہے سنسار

قمر انجم کے آنسو اعتماد اور اعتبار کی شمعیں روشن کرتے ہیں اور نعت کے ذخیرے میں ایک قیمتی اضافہ کرتے ہیں۔ ان کے یہ اشعار ہر زاویے سے قابل توجہ ہیں۔

یہ قلب یہ جاں اور یہ بھیگی ہوئی پلکیں
ہیں وقف تری یاد میں اے جانِ مدینہ

ہر اشک جس کا آپؐ کے دامن میں جذب ہو
سرکار ایسا دیدۂ گریہ ہمیں بھی دو

قلب میں اک تڑپ اٹھی آنسوؤں سے وضو ہوا
آپؐ جو یاد آگئے میری نماز ہوگئی

انھیں کی نسبت سے اشک سارے دمک اٹھے بن گئے ستارے
غمِ حبیبِ خدا سے پہلے میں کچھ نہیں تھا میں کچھ نہیں تھا

مری زندگی کے دامن پہ برس پڑیں بہاریں
ترے درد نے رلایا یہ کرم نہیں تو کیا ہے

دیتے ہیں ان کے ہی در پہ مرے آنسو دستک
کام بنتے ہیں اسی سلسلہ جنبانی سے

یہاں چند شعر نقل کرنے پر اکتفا کر رہا ہوں۔ آپ جب "حسنت جمیع خصالہ" کا مطالعہ فرمائیں گے تو ہر نعت میں آپ کو اس موضوع پر بہت حسین حسین شعر ملیں گے۔ اور جن آنکھوں کو برسنے کا قرینہ نہیں آتا ایسے پاکیزہ اور محبت آفریں آنسوؤں کی تمنا کریں گے۔

اس قول کی صداقت ہر شبہ سے بالاتر ہے "دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے"۔ قمر انجم نعت دماغ سے نہیں دل سے کہتے ہیں اور آنسوؤں سے لکھتے ہیں۔ حضور اکرمؐ کی بارگاہِ عالیہ میں انکی فکر جب بھی باریاب ہوتی ہے تو اہتمامِ ادب قابلِ رشک بن جاتا ہے۔

ایک نظم "تو کہاں میں کہاں" میں براہِ راست سرکارؐ سے مخاطب ہیں۔ یہاں ان کا ادب ان کا عرفان، شاعرانہ اسلوب کے تمام محاسن سمیٹے ہوئے دیکھئے کس طرح جلوہ گر ہے۔

تو ازل تو ابد میں ہوں خاکِ لحد
میں فنا آشنا تو بقا کی سند
میں تو محدود ہوں کوچۂ ذات میں

تو کراں تا کراں

تو کہاں میں کہاں

ان کی ایک اور نظم "رحمۃ للعالمین" جو اپنے اثر و نفوذ کا جواب نہیں رکھتی

نعت کے جدید اسلوب کا شاہکار ہے۔ نظم کہتے ہوئے انکی فکری بلندی حیرت ناک بن جاتی ہے اور ایک ایک لفظ سے محبت کے چشمے پھوٹنے لگتے ہیں۔ اس نظم میں ہادی سبل ختم رسلؐ کے دوامی فیضان نبوت کا ذکر اس طرح کرتے ہیں۔

تہذیب کا سرمایہ ہے
یہ گنبد خضرا کی ضو
طوفاں کا رخ پھیرے ہوئے
ہے شمعِ مستقبل کی لو
ہے خاک لیکن پاک ہے
ہم رتبۂ افلاک ہے
تیری تجلّی سے زمیں
یا رحمۃ للعالمیں

گنبد خضرا کی ضو وہی دیکھ سکتا ہے جس کو محبت نے چشمِ بینا عطا کی ہو اور ایک تربیت یافتہ شعور ہی اس حقیقت کا ادراک کر سکتا ہے کہ تہذیب پر حضور اکرمؐ کے کتنے احسانات ہیں۔ عام طور پر تہذیب کی تجلیوں کا تجزیہ کرتے ہوئے مشرق و مغرب کے مفکرین یہ بات سمجھنے سے قاصر ہی رہتے ہیں کہ اسوۂ رسولؐ نے تہذیب کی کتنی قدروں کو انقلاب آشنا کیا ہے۔ فکر و عمل کو کہاں کہاں ظلمتوں سے نکال کر روشنی میں لائے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی حضور اکرمؐ کو شمع مستقبل کہہ کر شمع کی لو کو طوفانوں کا حریف کہنا شاعرانہ کمال ہی نہیں بلکہ نور نبوت کے دوامی فیضان کا بصیرت افروز احوال بھی ہے۔

قمر انجم ایک بہت معروف آدمی ہیں۔ میں سوچتا ہوں اگر فکر سخن کے لئے ان کے پاس وقت بھی ہوتا تو ان کے رشحاتِ قلم محبتِ رسولؐ کی تبلیغ میں کتنے ہمہ گیر ہوتے۔ ان کے اخلاص محبت نے حضور اکرمؐ کی سیرت کو محبت ہی کی نگاہ سے دیکھا ہے اور محبت ہی سے اپنے احساسات کو نظم کیا ہے۔

حضورِ اکرمؐ کی تشریف آوری کے لمحات کا خیال آیا تو ان کے جذبۂ محبت

نے بے ساختہ ایک شعر کہا۔ اس شعر کا پہلا مصرعہ روایتی انداز کا معلوم ہوتا ہے مگر دوسرے مصرعہ نے بعثت کے مقاصد پر اتنی جامعیت سے روشنی ڈالی ہے کہ جسقدر سوچیے انشراحی کیفیت بڑھتی چلی جاتی ہے۔

وہ آئے ہیں، آج ہے گھر صلی علیٰ کی دھوم
رنگ ملا ہے لالہ و گل کو خوشبو کو مفہوم

قمر انجم مسجد آرام باغ کے علاوہ ہر مہینے متعدد نعت کی محفلوں میں شرکت کی سعادت حاصل کرتے ہیں مگر ہر مہینے گیارہویں شریف کی محفل اپنے گھر پر منعقد کرتے ہیں۔ بڑی بابرکت اور بہت کیف آفریں محفل ہوتی ہے۔

ایک بار جب میں اس سعادت آثار محفل میں شریک ہوا اور محسوسات کا ایک خاص کیفیت میں جائزہ لیا تو اپنے تاثر کو ایک قطعہ میں بیان کیا۔ شاید یہ قطعہ اس محفل کی کیفیات پر کچھ روشنی ڈال سکے۔

یہ اہتمامِ ذکرِ محمدؐ یہ رونقیں
بن کر سبھی کرم کے طلب گار آگئے
اخلاص سرخرو ہے محبت ہے سرفراز
محسوس ہو رہا ہے کہ سرکار آگئے

ایک بار عید میلاد النبیؐ کی عظیم الشان محفل میں جب قمر انجم کے کاشانے پر ظلمت شکن چراغاں بھی ہو رہا تھا۔ قمر انجم نے ایک تازہ گیت "شبھ سواگت" سنایا ہر شعر کیف افزا تھا۔ مگر جب انھوں نے یہ بند سنایا تو کیف نے رقص وجد کی منزل میں قدم رکھ دیا۔ عید میلاد النبیؐ کی تقریب کا چراغاں لطف دے گیا۔

کیا یہ مہِ میلاد نہیں ہے
کوئی بھی ناشاد نہیں ہے
جن کا من ہے جگمگ جگمگ
ان کے سجے گھر بار

زیارتِ حرمین شریفین سے قمر انجم فیضیاب ہوتے ہی رہتے ہیں مگر اس حاضری کے متعلق ان کا ذہن بالکل صاف ہے۔ ان کو کبھی یہ گمان تک نہیں ہوا کہ وہ خود جاتے ہیں۔ ان کا ایمان ہے کہ حضورؐ ہی بلاتے ہیں۔ یہی خیال اس شعر میں موجود ہے۔

چمکایا ہے بس ان کے کرم ہی نے مقدر
ہر سال بلا لیتے ہیں سلطانِ مدینہ

بارگاہِ رسالت مآب میں وہ دامنِ طلب پھیلاتے ہیں تو طلب کی شائستگی بھی ان کے باطنی حسن کو آشکار کرتی ہے۔

تم نے عطا کیا تھا جو اصحابؓ بدر کو
وہ حوصلہ وہ عزم وہ ایماں ہمیں بھی دو
جو پا سکے معانیٔ بین السطور کو
ایسا شعورِ حکمتِ قرآں ہمیں بھی دو

درود ایسی تو ہو اپنی سلام ایسا تو ہو اپنا
نظر کے سامنے روضے کا منظر بار بار آئے

سرخرو تھے جس سے سلمانؓ و بلالؓ
مضطرب ہوں اس قرینے کے لئے

بھیجے ہیں سلاموں کے جن احباب نے تحفے
ان کو بھی بلا لیجئے سلطانِ مدینہؐ

حاضرِ بارگاہ ہوتے ہیں تو دلِ آرزو بر دلے کر جاتے ہیں۔ مگر جب واپس آتے ہیں تو اپنی یہ کیفیت بھی بیان کرتے ہیں۔

ارمانِ مدینہ ہی لئے لوٹ رہا ہوں
ارمان ہوئے سب مرے قربانِ مدینہ

رسولِ اکرمؐ کی نسبت کو قمر انجم اللہ کا سب سے بڑا انعام اور سب سے بڑا اعزاز سمجھتے ہیں اور اپنے اس موقف کو بار بار دل نشین پیرائے میں اس طرح بیان کرتے ہیں کہ دل کی دھڑکنیں درود پڑھنے لگتی ہیں۔

بروزِ حشر میرے اس یقیں کی لاج رکھ لینا
تمہارا ہوں تمہارا ہوں تمہارا یا رسولؐ اللہ

نگاہِ عشق میں مشکل تھا سرخرو ہونا
ترا کرم دلِ درد آشنا دیا تو نے

کیا چیز ہے کریمی کیا شے ہے دستگیری
وہ خوب جانتا ہے جس نے تمہیں پکارا!

قمر انجم کے جذبات جب فنائیت اور محویت کی فردوس میں پہنچتے ہیں جہاں وہ خود کو اور ساری کائنات کو جمالِ مصطفےٰ میں گم دیکھتے ہیں تو بیان میں نہ آنے والے احساسات پر اپنی گرفتِ خیال کو مضبوط تر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

آئینے اپنے نہیں ہیں عکس بھی اپنے نہیں
آئینے رکھے ہیں سب آئینہ گر کے سامنے

سی دیئے ہیں لب محبت نے کہوں تو کیا کہوں
وہ ہیں خود میری نظر میں یا نظر کے سامنے

چہرہ بچہرہ روبرو، اس کا جمال روبرو
آئینہ گر کی یاد بھی آئینہ ساز ہوگئی

وہ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ساری نعمتیں حضور اکرمؐ کے ہاتھوں ہی تقسیم ہوتی ہیں اور جو کچھ انھیں ملا وہ حضور اکرمؐ کا ہی کرم اور ایسا کرم جو کائنات میں جاری و ساری ہے۔

مرے ذہن تک میں ایسی کوئی ارتقا نہیں تھی
مجھے کیا سے کیا بنایا یہ کرم نہیں تو کیا ہے

صدیاں بیتیں انجم لیکن قرب کا عالم ہے باقی
ہم ہیں ان کے وہ ہیں ہمارے دنیا بھی دیوار نہیں ہے

قمر انجمؔ ہر مداحِ رسولِ کریمؐ کی طرح اپنی زندگی کو وقف نعت کرنے کے باوجود حیران کھڑے ہیں۔ ایسا محسوس کرتے ہیں کہ ایک حرف ستائش بھی نہیں پیش کر سکے جو ان کے شایانِ شان ہو۔

اس کی توصیف کہاں اور کہاں یہ انجمؔ
انبیاء دیکھ رہے ہیں جسے حیرانی سے

فن کے تقاضے میں کیا جانوں میں تو نہیں فنکار
اپنے احساسات کو انجمؔ میں نے کیا منظوم

"حسنت جمیع خصالہ" آپ کے سامنے ہے۔ اس کے محاسن اور اس کی اثر آفرینی کو اب آپ خود ہی محسوس کیجیے۔ میں نے قمر انجم کی فکر کے بعض گوشوں کی طرف آپ کو خصوصی طور پر متوجہ کیا ہے۔ یہ چند اشارات آپ کو مطالعہ کلام میں یقیناً مدد دیں گے۔

میں نے یہ بات پہلے بھی کہی ہے کہ قمر انجم نعت خوان اور نعت گو ہی نہیں، نعت کا ایک ادارہ ہیں اور اس بات کے ثبوت میں کچھ باتیں بھی تحریر کیں ہیں اب اپنے اس دعوے کے مزید ثبوت کے لئے یہ انکشاف بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ وہ

پاکستان نعت کونسل کے صدر ہیں، یہ ادارہ نعت خوانی کے فروغ کے لئے کافی عرصہ سے مصروف عمل ہے، کراچی میں ادارے کے تحت کل پاکستان کی بنیاد پر کئی نعتیہ محفلیں ہو چکی ہیں مستقبل میں محافل نعت کی توسیع ہندوستان تک متوقع ہے۔ قمر انجم پاکستان کے متعدد دینی اور فلاحی اداروں کی اعانت کرتے ہی رہتے ہیں۔ مگر اب نعت کے فروغ کے لئے ایک بہت بڑے منصوبے کو روبہ عمل لانے کے لئے انھوں نے تندہی سے کام شروع کر دیا ہے۔ ۵۰ لاکھ روپے کے ذاتی سرمائے سے ایوانِ نعت قائم کر رہے ہیں۔ ایوانِ نعت کی تعمیر کے مقاصد عظیم ہیں۔ میرے خیال میں دنیا میں اس نوعیت کا ادارہ پہلی بار عالم وجود میں آرہا ہے۔ ایوانِ نعت میں ایک بہت بڑا ہال تعمیر ہوگا۔ جس میں بیک وقت ۵ ہزار افراد کی گنجائش ہوگی۔ پچاس کمروں پر مشتمل ایک ہاسٹل ایک لائبریری اور ایک دفتر بھی ایوان نعت کے دامن میں ہوگا۔ دنیا کے مختلف ممالک سے اسکالرز کو بلایا جائے گا۔ وہ اپنے اپنے ملکوں کا سرمایۂ نعت کو جمع کریں گے۔ دارالترجمہ جمع شدہ کلام کا ترجمہ اردو میں کرے گا۔ اور اردو نعت کا سرمایہ دوسری زبانوں میں منتقل کیا جائیگا۔ نعت پر ریسرچ کے اس عمل کے ساتھ ساتھ نعت خوانی اور نعت گوئی کی درسگاہیں ذہنوں کی تربیت بھی کرتی رہیں گی۔

نعت گو شعرا کی بہتر کارکردگی کو ملحوظ رکھتے ہوئے انعامات کا بھی اہتمام کیا جائے گا۔ نعتیہ دیوانوں کی اشاعت کے لئے بھی ایک شعبہ تصنیف بھی کام کریگا یہ شعبہ نعتوں کے انتخاب بھی شائع کرے گا اور نعت گو شعرا کے نعتیہ دیوان بھی۔ ایوان نعت کے ہال میں جلسہ ہائے سیرت، محافل میلاد، اور اعراس کی تقریبات کے انعقاد کی حوصلہ افزائی کی جائے گی۔ ایوانِ نعت انشاءاللہ عالم اسلام کے عشاق رسول کریمؐ کو مربوط کر دینے کا شاندار کارنامہ انجام دے گا۔ قمر انجم کا یہ جذبہ ان کے اس قطعہ میں کتنا واضح ہے۔

کتنی قومیتیں وجود میں ہیں
دہر میں خشک و تر کے رشتے سے
ہم بھی بنیادِ دوستی رکھیں
عشقِ خیر البشر کے رشتے سے

قمر انجم کے عزائم بلند ہیں عشقِ رسولؐ کی تبلیغ ان کا موقفِ حیات ہے۔ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ عزائم کی تکمیل کے لئے انھیں صحت و توانائی عطا فرمائے۔ ان کی عمر میں برکت دے اور ہمیشہ ہمیشہ ان پر حضورِ اکرمؐ کے صدقے میں اکرام کی بارش فرماتا رہے اور ان کے اس ہدیۂ نعت کو شرفِ قبول عطا فرمائے۔

وقار صدیقی
لبِ کوثر ۴/۱۱۹۰ شاہ فیصل کالونی کراچی ۲۵

المرقوم: ۲۱ ر رمضان المبارک ۱۳۹۹ھ

تاریخِ اشاعت "حسنت جمیع خصالہٖ"

صاحبِ "نوشتہ" مقبول نقش

تم سا ولے کوئی نہیں بلغ العلےٰ بکمالہٖ ۱۹۷۹ء
صد آفریں صد آفریں کشف الدجیٰ بجمالہٖ ۱۳۹۹ھ
مُواجِ حسنِ دل نشیں حسنت جمیع خصالہٖ ۱۹۷۹ء
ہر نعت اکرام حسین صلوا علیہ و آلہٖ ۱۳۹۹ھ

تشخّص

اے مری چشم تر برستی رہ
جگمگا عشق کے اجالے سے
دونوں عالم میں مجھکو پہچانیں
لوگ سرکارؐ کے حوالے سے

عرضِ مصنّف

الحمد للہ میں نعت کہتا ہوں اور جب تک دم میں دم ہے نعت ہی کہتا رہوں گا۔ کاش میرا خاتمہ بھی نعت ہی پر ہو۔

سلام اس پر کہ جس کے ذکر سے سیری نہیں ہوتی
سلام اس پر کہ جس کی بزم میں قسمت نہیں سوتی۔ ماہرؔ القادری

"حسنت جمیع خصالہٖ" کی نعتیں میرے محسوسات اور میرے دل کی دھڑکنیں ہیں۔ میں نے خود کو کبھی شاعر نہیں سمجھا۔ مگر اس بات کا یقین ہمیشہ رہا کہ بارگاہِ رسولؐ میں دل کی دھڑکنیں ہی مقبول ہیں اور میں اسی متاعِ قبول کے ساتھ ان کی بارگاہِ عالیہ میں حاضری دے رہا ہوں۔ شعر حسنِ اظہارِ جذبات کا وسیلہ ہے۔ ورنہ کوئی شعر شعر ہے نہ نغمہ کوئی نغمہ۔

بقول جگرؔ مرحوم:

نغمہ وہی ہے نغمہ کہ جس کو
روح سنے اور روح سنائے

اس واضح حقیقت کے باوجود شعر اور فن میں ایک ایسا مضبوط رشتہ ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ میں نے حالانکہ یہ اعتراف کر لیا ہے کہ۔

میں کیا جانوں فن کے تقاضے میں تو نہیں فنکار
اپنے احساسات کو انجمؔ میں نے کیا مرقوم

لیکن میں جانتا ہوں کہ دنیائے نقد و نظر، دل نہیں لفظ دیکھتی ہے۔ پھول کے رنگ پر جان دیتی ہے خوشبو کو نظر انداز کر دیتی ہے۔ میں نے اسی لئے اپنے عزیز دوست وقار صدیقی سے درخواست کی کہ میرے کلام کو فنّی نقطۂ نظر سے دیکھ لیں۔ وہ مدینۃ الہند اجمیر شریف کے رہنے والے ہیں اور باکمال شاعر ہونے کے علاوہ عشقِ رسولؐ سے بھی سرفراز ہیں۔ ان کے علم اور ان کی چشمِ بصیرت کا اعتبار میرے لئے کافی ہے۔ وہ میرے کلام کو دیکھ چکے ہیں اور میں مطمئن ہوں۔

قمر انجم

حمد

کرم کر ہمارے حال پر اے کریم
ترا نام رحمٰن اور ہے رحیم

شعور خام سہی، فکر نارسا ہی سہی
تری ثنا تری توصیف میرا مذہب ہے
جو تیری حمد سے غافل ہے آدمی ہی نہیں
جو تیری حمد سے غافل نہیں مہذّب ہے

یا اللہ یا رحمٰن و یا رحیم
کرم کر ہمارے حال پر اے کریم
ترا نام رحمٰن اور ہے رحیم

ہر ایک لفظ کا مفہوم ہے بہت محدود
میں تیری حمد کروں بھی تو کر نہیں سکتا
میں صِرف خاک، تری ذاتِ پاک نور ہی نور
اندھیرا نور کے آگے ٹھہر نہیں سکتا

یا اللہ یا رحمٰن و یا رحیم
کرم کر ہمارے حال پر اے کریم
ترا نام رحمٰن اور ہے رحیم

سیاہ نامۂ اعمال ہے مگر پھر بھی
میں نا اُمید تری رحمتِ اَتم سے نہیں
یہ بات تجھ کو بغیرِ حساب ہے معلوم
خطائیں میری، زیادہ ترے کرم سے نہیں

یا اللہ یا رحمٰن و یا رحیم

کرم کر ہمارے حال پر اے کریم

ترا نام رحمٰن اور ہے رحیم

بَدل کے رکھ دیا میدانِ حشر کا نقشہ

نثار ہیں، تری رحمت کی بے پناہی پر

گُناہ گاروں پہ ایسا کرم کیا تُو نے

کہ پارسا ہیں پشیمان بے گُناہی پر

یا اللہ یا رحمٰن و یا رحیم

کرم کر ہمارے حال پر اے کریم

ترا نام رحمٰن اور ہے رحیم

ہم اعترافِ خطا کر رہے ہیں نادِم ہیں

ہمارے پاس کوئی عذر اور بہانہ نہیں

تیرے کرم نے اگر کر دیا نظر انداز
تو دو جہاں میں ہمارا کوئی ٹھکانہ نہیں

یا اللہ یا رحمٰن و یا رحیم
کرم کر ہمارے حال پر اے کریم
ترا نام رحمٰن اور ہے رحیم

ہم اُن کے واسطے بن جائیں باعثِ آزار
یہ خوف حشر سے پہلے ہی کھا نہ جائے کہیں
ہمارا نامۂ اعمال اے خُدائے کریم
نگاہِ رحمتِ عالمؐ میں آ نہ جائے کہیں

یا اللہ یا رحمٰن و یا رحیم
کرم کر ہمارے حال پر اے کریم
ترا نام رحمٰن اور ہے رحیم

مجھے نہ دیکھ کریمی پہ رکھ نظر اپنی

گناہگار ہوں اے میرے پالنے والے

گرا ہوں میں تو محمدؐ کا نام ہے لب پر

سنبھال دونوں جہاں کے سنبھالنے والے

یا اللہ یا رحمٰن و یا رحیم

کرم کر ہمارے حال پر اے کریم

ترا نام رحمٰن اور ہے رحیم



روشنی

سُنتا ہے خدا ہر دِل کی صَدا مایُوس نہ ہو مایُوس نہ ہو
محتاج نہ رِہ دامن پھیلا مایُوس نہ ہو مایُوس نہ ہو
کھِل جائیں گے اُمّیدوں کے کنول چھٹ جائینگے سب غم کے بادَل
لازم ہے بھروسا رحمت کا مایُوس نہ ہو مایُوس نہ ہو
جو نار کو بھی گلزار کرے جو نوحؑ کی کشتی پار کرے
اُس رب کے لئے دشوار ہے کیا مایُوس نہ ہو مایُوس نہ ہو

اب دورِ بہار آجائے گا دل کو بھی قرار آجائے گا

ہے جوش پہ دریا رحمت کا مایوس نہ ہو مایوس نہ ہو

اُس کا تو کرم ہی شیوہ ہے وہ مولیٰ ہے تو بندہ ہے

کہتا ہے وہی جب مانگ دُعا مایوس نہ ہو مایوس نہ ہو

تو عاجز ہے مختار ہے وہ ہاں سب سے بڑی سرکار ہے وہ

سر اپنا جھکا قسمت کو جگا مایوس نہ ہو مایوس نہ ہو

اوّل بھی خُدا آخر بھی خُدا ظاہر بھی خُدا باطن بھی خُدا

جب کوئی نہیں ہے اُس کے سِوا مایوس نہ ہو مایوس نہ ہو

کیا بات ہے کیوں گھبراتا ہے خود عرشِ خدا ہِل جاتا ہے

بیکار نہیں بے کس کی صَدا مایوس نہ ہو مایوس نہ ہو

جو ختم نہیں ہوگا انجم وہ عہدِ بہار آجائے گا

رکھ اپنا وظیفہ صلِّ علیٰ مایوس نہ ہو مایوس نہ ہو

مشاہدہ

رنگ ہیں جس کی یاد کی تصویر
نکہتیں اُس کا ذِکر کرتی ہیں
جب نِکھرتا ہے نعت کا اسلوب
حرف سے صورتیں اُبھرتی ہیں

چہرہ کرم کا آئینہ — سر رفعتِ حق کا نشاں
ابرو ہیں محرابِ حرم — آنکھیں ہیں غم خوارِ جہاں

وَالنّور جسمِ محترم
شامِ ابد زُلفِ کرم

صُبحِ ازل لوحِ جبیں
یا رَحْمَتہ لّلعالمینؐ

سوئے تو دِل جاگا کرے — ہر سانس بن جائے اذاں
تیری مقدّس زندگی — تبلیغِ کامل بے گماں

دُنیا کو پیغامِ سحر
ہے تیرا اندازِ نظر

باطل شکن عہد آفریں
یا رَحْمَتہ لّلعالمینؐ

رَحْمَۃً لِّلعَالَمِیْنؐ

یارَحْمَۃً لِّلعَالَمِیْنؐ

وَحیِ خدا تیرا سخن

قُرآن تیرا پیرہن

زیرِ قدم عرشِ بریں

یارَحْمَۃً لِّلعَالَمِیْنؐ

خُطبے میں وہ آہنگ ہے
ہر دِل کا دروازہ کھُلے

تیرا وہ گہرا رنگ ہے
ہر رنگ پر حاوی رہے

وہ کیف ہے تقریر میں
ہیں حلقۂ تسخیر میں

سب ناظرین و سامعیں
یا رحمۃ للعالمیں

خوشبو تری عرفان ہے
نسبت تری ایمان ہے

قرآن ہی قرآن ہے
تفسیر تیرے خُلق کی

اِخلاص تیری انجمن
تطہیر تیرا بانکپن

تو حاصلِ دُنیا و دِیں
یا رحمۃ للعالمیں

مُحکم صداقت تجھ سے ہے
قائم عدالت تجھ سے ہے

جاری سخاوت تجھ سے ہے
زندہ شجاعت تجھ سے ہے

تیری اِطاعت سے ہوئی
تیری رسالت سے ہوئی

کردار کی دُنیا حَسیں
یا رحمۃ للعالمینؐ

ساتوں فلک طے کر کے جب
سدرہ سے بھی آگے بڑھے

رفعت نے خود چُومے قدم
پرواز کے جوہر کھُلے

عالم عجب تھا اوج کا
ششدر تھے سارے انبیاؑ

حیراں تھے جبریلِ امیںؑ
یا رحمۃ للعالمینؐ

تہذیب کا سرمایہ ہے یہ گنبدِ خضرا کی ضو
طوفاں کا رُخ پھیرے ہوئے ہے شمعِ مستقبل کی لو

ہے خاک لیکن پاک ہے
ہم رتبۂ افلاک ہے

تیری تجلّی سے زمیں
یا رَحمۃً لِلعالمیںؐ

اے دستگیرِ دوجہاں تیرا کرم تیری عطا
کر اُمتِ نا اہل کو زندانِ پستی سے رِہا

تیرے سِوا درمانِ غم
تیرے سِوا پُرسانِ غم

کوئی نہیں، کوئی نہیں
یا رَحمۃً لِلعالمیںؐ

میں انجمِ کمتاب ہوں انوار تیرے بیکراں

بس اِک توجہ ہے بہت تو ہے امانِ بے اماں

اپنا تو یہ عالم کہ بس

ایک ایک پل اِک اِک نفس

تیرے کرم کا ہے یقیں

یا رحمۃ للعالمیںؐ



ندامتیں مری، مولا قبول فرما لے

گناہگار بہت ہوں میں پاک ہو جاؤں

پڑھے درود مری خاک کا ہر اک ذرّہ

میں رہگزار مدینہ کی خاک ہو جاؤں



صد شکر بنایا مجھے مہمانِ مدینہ

یہ بھی ترا احسان ہے اے جانِ مدینہؐ

یہ دل کا تقاضا ہے کروں جاں بھی تصدق

ہر چند کہ یہ بھی نہیں شایانِ مدینہ

ہر ذرّہ ہے آئینۂ فردوسِ تمنّا

دیکھے تو کوئی حُسنِ فراوانِ مدینہ

خم عظمتِ کونین ہے۔ سر ہم بھی جُھکالیں
ہے سامنے آرام گہہِ جانِ مدینہؐ

اس دَر کے بھکاری بڑے قسمت کے دھنی ہیں
شاہوں سے بھی بڑھ کر ہیں گدایانِ مدینہ

ملتی ہے یہیں سے، ہو امیری کہ فقیری
عثمانؓ و علیؓ پر بھی ہے فیضانِ مدینہ

یہ قلب، یہ جاں، اور یہ بھیگی ہوئی پلکیں
ہیں وقف تری یاد میں اے جانِ مدینہؐ

جبریلؑ بھی آتے ہیں تو آتے ہیں اَدب سے
ہے عرش نشاں رفعتِ ایوانِ مدینہ

کانٹوں پہ نچھاور ہے بہاروں کی لطافت
جنت ہے بہ رنگ بیابانِ مدینہ

عظمت میں اگر عرش ہے، توقیر میں سدرہ

رفعت کی ہر اک شان ہے شایانِ مدینہ

بھیجے ہیں سلاموں کے جن احباب نے تحفے

اُن کو بھی بُلا لیجئے سُلطانِ مدینہؐ

ارمانِ مدینہ ہی لئے لوٹ رہا ہوں

ارمان ہوئے سب مرے قربانِ مدینہ

خوش بخت ہیں وہ لوگ جو لے آئے ہیں انجمؔ

ہر سانس میں خوشبوئے گلستانِ مدینہ

(مطلعِ ثانی)

نعمت ہے بڑی قربتِ سُلطانِ مدینہؐ

آغوش میں لے لے مجھے دامانِ مدینہ

دُنیا بھی میسّر ہے تو عقبیٰ بھی ہے روشن
اے صلِّ علیٰ رحمتِ سُلطانِؐ مدینہ

اِس راہ میں سرکارؐ کے بھی نقشِ قدم ہیں
یہ دھیان رہے راہ نوردانِ مدینہ

اُٹھتے ہیں جو طُوفان اُٹھیں میری بَلا سے
ہے میرا نگہبان، نگہبانِ مدینہؐ

کرتی ہے سیہ بختیِ انساں کا مداوا
ہر ایک شُعاعِ مہِ تابانِ مدینہؐ

مشغول جو رہتے ہیں سَدا ذکرِ نبیؐ میں
رَاس آ ہی گیا ہے اُنھیں ارمانِ مدینہ

ہے گنبدِ خضرا پہ نظر، نعت لبوں پر
جنّت ہی میں رہتے ہیں ثناخوانِ مدینہ

چمکایا ہے بس اُن کے کرم ہی نے مقدر
ہر سال بُلا لیتے ہیں سُلطانِ مدینہؐ
جب عالمِ فانی سے کرے کوچ یہ انجمؔ
لب پر ہو ترا نام ہی اے جانِ مدینہؐ



غلام اپنے عزائم بلند رکھتے ہیں
تمہاری یاد سے تقدیر کو سنواریں گے
بَلا سے کوئی لگائے ہزارہا فتوے
تمہیں پکار رہے ہیں تمہیں پکاریں گے

اعتبارِ کرم

نہ غمِ این و آں کی بات کرو
نہ زمین و زماں کی بات کرو
زحمتِ دوجہاں سے بچنے کو
رحمتِ دوجہاں کی بات کرو



مری زندگی مری آبرو یہ تو عطائے یادِ رسولؐ ہے

جو یہ درد ہے تو قرارِ جاں، ہے اگر یہ زخم تو پھول ہے

وہی زندگی تو ہے بندگی کہ جو وقفِ نعتِ رسولؐ ہے

جو فقط انہیؐ کے لئے اٹھے، وہ نگاہ انؐ کو قبول ہے

جو تری نگاہ میں آگیا وہ بڑی پناہ میں آگیا

ترے واسطے سے ہے مطمئن ترے واسطے ہی ملول ہے

مرا سوز بھی، مرا ساز بھی، مرا دِل بھی، دل کا گداز بھی
مری چشمِ تر کی بہار ہے، مجھے جان و دل سے قبول ہے

تو فدا ہے حُور و قصور پر، مجھے ناز ذکرِ رسولؐ پر
تری خُلد کیسی ہے تو بتا مری خُلد کوئے رسولؐ ہے

ترے ذکر کی ہیں یہ برکتیں مرے بگڑے کام سنور گئے
جہاں تیری یاد ہے دل نشیں وہیں رحمتوں کا نزول ہے

یہ بڑے نصیب کی بات ہے ترے لب پہ انجم خوش نوا
کبھی حمدِ ربِ جلیل ہے کبھی نعتِ پاکِ رسولؐ ہے

یہی آرزو جو ہو سُرخرو، ملے دو جہان کی آبرو
میں کہوں غلام ہوں آپؐ کا وہ کہیں کہ ہم کو قبول ہے

نہ کسی کے رقص پہ طنز کر نہ کسی کے غم کا مذاق اُڑا
جسے چاہے جیسے نواز لے، یہ مزاجِ عشقِ رسولؐ ہے



شہرِ نبیؐ ہے کتنا مُعطّر قدم قدم
مِلتی ہے بُوئے زُلفِ مُعنبر قدم قدم
تڑپا گئے، رُلا گئے، بے خود بنا گئے
ایماں نواز پیار کے منظر قدم قدم
پابوسیٔ رسولؐ کے فیضان کی قسم
کعبہ صفت ہیں راہ کے پتھر قدم قدم

جلوے جمالِ گنبدِ خضریٰ کے آج بھی
ظُلمت کو کر رہے ہیں منوّر قدم قدم

اِتنے مہک رہے ہیں مدینے کے راستے
جیسے بِچھے ہوئے ہوں گُلِ تر قدم قدم

محسُوس یُوں ہوا کہ مجسّم ہیں رحمتیں
چلتی ہیں ساتھ برابر قدم قدم

جنّت میں آگئے کہ مدینے میں آگئے
رقصاں ہے اِک فضائے معطر قدم قدم

منگتے کھڑے ہیں جھولیاں خالی لئے ہوئے
وہ سب کو کر رہے ہیں تونگر قدم قدم

جو کیف بندگی کا یہاں ہے کہیں نہیں
سجدے ہیں اُن کے نقشِ قدم پر قدم قدم

جذبات کا یہ عالمِ شدّت تو دیکھئے
ساکت کھڑے ہوئے ہیں سُخنور قدم قدم

آقاؐ ہمارے عرش سے پہلے نہیں رُکے
چل چل کے رُک گئے ہیں پیمبرؑ قدم قدم

ہم مانتے نہیں کہ وہ آکر چلے گئے
وہ آج بھی ہمارے ہیں رہبر قدم قدم

تکمیل پا رہی ہے محبت نفس نفس
وہ کیفِ زندگی ہے میسّر قدم قدم

ذہن و ضمیر آکے یہاں جگمگا اُٹھے
اک سائبانِ نُور ہے سر پر قدم قدم

انجمؔ یہ بارگاہِ رسُولِ کریمؐ ہے
جُھکتا ہی جا رہا ہے جہاں سر قدم قدم



سیّدی، یا حبیبی، مولائی
کیجئے کیجئے مسیحائی

رحمتِ دو جہاں بہارِ کرم
ہے فقط آپ ہی سے میرا بھرم

آپ ہیں جان و دل کی رعنائی
سیّدی، یا حبیبی، مولائی

کیف نا آشنا ہیں میخانے

اب کِدھر جائیں تیرے دیوانے

چشمِ اغیار رہے تماشائی

سیّدی، یا حبیبی، مولائی

بے کسوں کے لئے سہارا ہے

ڈوبتوں کے لئے کنارا ہے

ہر جگہ تیری یاد کام آئی

سیّدی، یا حبیبی، مولائی

غیر کا دَر کبھی نہیں دیکھا

تیری جانب ہی بالیقیں دیکھا

تیری اُمت تجھی پہ اترائی

سیّدی، یا حبیبی، مولائی

آپ کو یاد کر لیا میں نے
قلب کو شاد کر لیا میں نے
جب طبیعت ذرا بھی گھبرائی
سیّدی، یاحبیبی، مولائی

غم کے مَاروں کی لاج رکھ لیجئے
بے نوَاؤں پہ بھی کرم کیجئے
آپ کے نام کے ہیں شیدائی
سیّدی، یاحبیبی، مولائی

میرا دل بھی نثار، جاں بھی نثار
میں ہی کیا تم پہ دو جہاں بھی نثار
اِنَّکَ مَقصَدِیْ وَ مَلجَائی
سیّدی، یاحبیبیؐ، مولائی

غم کا مارا ہوں یا رسُول اللہ
بے سہارا ہوں یا رسُول اللہ

المدد، یا کریمی، آقائی
سیّدی، یا حبیبی، مولائی

حاصلِ زندگی کو دیکھ سکوں
آپ کی روشنی کو دیکھ سکوں

ہو عطا مجھ کو ایسی بینائی
سیّدی، یا حبیبیؐ، مولائی

ہر طرح کا وقار بخش دیا
باغِ جاں کو نکھار بخش دیا

تم سے کونین میں بہار آئی
سیّدی، یا حبیبیؐ، مولائی

آئینہ درد کا ہے دیدۂ تر
میرے آقا کرم کی ایک نظر

دل پہ ہے زخمِ ناشکیبائی
سیّدی، یاحبیبیؐ مولائی

دلِ انجم ہے بے قرار و ملول
بہرِ حسنینؓ، اے خدا کے رسولؐ

بخش دو جاوداں توانائی
سیّدی، یاحبیبیؐ مولائی





گنبدِ خضریٰ رہے ہر دم نظر کے سامنے
میں دُعا بن جاؤں گا بابِ اثر کے سامنے

انبیاءؑ کی عظمتیں ہیں آپؐ کے جلووں میں گمُ
پھیکے پھیکے سب سِتارے ہیں قمر کے سامنے

آئینے اپنے نہیں ہیں، عکس بھی اپنے نہیں
آئینے رکھے ہیں سب آئینہ گر کے سامنے

یہ نویدِ جاں فزا سُن کر بھی تھراتا ہوں میں
پیش ہونا ہے مجھے خیرُ البشر کے سامنے

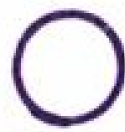
آرزو یہ ہے رہے بس اُن کے کرم کا اعتبار
سب گدایانہ کھڑے ہیں اُن کے دَر کے سامنے

سی دیئے ہیں لب محبت نے کہوں تو کیا کہوں
وہ ہیں خود میری نظر، یا ہیں نظر کے سامنے

مجھ کو حیرت کس لئے ہو، محفلِ سرکارؐ میں
خود اگر جبریلؑ آجائیں اُتر کر سامنے

دیکھنا رنگِ شفاعت حشر میں اب دیکھنا
آگئے ہیں مُصطفٰےؐ خود ہی سَنور کر سامنے

بندگی کا اک نیا اسلوب انجم مل گیا
نعت کعبہ بن گئی میرے ہُنر کے سامنے



وہ آئے تو آج ہے گھر گھر صلِّ علیٰ کی دُھوم
رنگ مِلا ہے لالہ و گُل کو، خُوشبو کو مفہُوم

نعت کا یہ فیضان تو دیکھو، کیسا مِلا اِعزاز
نام لیا سرکار کا میں نے، ہو گئی میری دُھوم

کِس پہ اُن کا کتنا کرم ہے یہ تو ہے اک راز
جس نے مدینہ دیکھ لیا ہے اُس کی آنکھیں چُوم

عشقِ نبیؐ عنوانِ یقیں ہے عشقِ نبیؐ ایمان
عشق نہ ہو تو مقصدِ ہستی بے شک ہے موہوم

جنّت تو ہے ارضِ مدینہ ہم سب کے نزدیک
واعظ کیا ہے تیری نظر میں جنّت کا مفہوم

اُن کی عطا کی بات نہ پوچھو، دیکھو اپنے داماں
اُن کی عطا سے کوئی نہیں ہے دُنیا میں محرُوم

میں تو بڑا ہی خوش قسمت ہوں یہ ہے بڑی توقیر
نعتِ نبیؐ کی دُھن میں رہنا ہے میرا مقسُوم

ذکرِ نبیؐ سرمایۂ ایماں، یادِ نبیؐ عرفان
بات پتے کی کہہ کے گئے ہیں مولانائے رُومؒ

فن کے تقاضے میں کیا جانوں، میں تو نہیں فنکار
اپنے احساسات کو انجمؔ میں نے کیا منظُوم



سکونِ معتبر کے دن مدینے میں گزار آئے
بہارِ خُلد کا کیسے نہ ہم کو اعتبار آئے

کوئی آب و ہوا راس آ نہیں سکتی وفاؤں کو
محبّت کے گلستاں میں مدینے سے بہار آئے

یہاں ہے اک خصوصی روشنی شمعِ رسالت کی
مدینے کی طرف جو آئے وہ پروانہ وار آئے

نگاہِ عشق میں نامعتبر ٹھہرے جنوں اُس کا
مدینے سے جو لے کر اپنا دامن تار تار آئے

درُود ایسی تو ہو اپنی سلام ایسا تو ہو اپنا
نظر کے سامنے روضے کا منظر بار بار آئے

کہیں بھی ہوں مدینے سے مسلسل ربط ہے اُن کا
جو اُن کے آستانے پر مقدر کو سنوار آئے

یہی دو صورتیں وجہِ قرارِ زندگانی ہیں
وہ آئیں تو قرار آئے بُلائیں تو قرار آئے

ملائک پیشوائی کو بڑھے اُن کے اِشارے پر
جو عاصی سر جھکائے اُن کے در پر شرمسار آئے

اساسِ بندگی ٹھیرا مدینے کا سفر انجمؔ
نہ جانے کون سے عالم میں ہم سجدے گزار آئے



اُس کی نگاہِ لُطف جب بندہ نواز ہو گئی
میری ہر ایک آرزو، زمزمہ ساز ہو گئی
سُرمۂ چشمِ شوق جب خاکِ حجاز ہو گئی
میری ہر اک نگاہ بھی جلوہ طراز ہو گئی
چہرہ بچہرہ ہُو بہُو، اُس کا جمال رُو برو
آئینہ گر کی یاد بھی آئینہ ساز ہو گئی

ساقیٔ سلسبیل کا جب بھی خیال آگیا
میرے سرور و کیف کی عمر دراز ہو گئی

رُخ سے نقاب کیا اٹھی سارے حجاب اُٹھ گئے
میری نگاہِ بے خبر، محرمِ راز ہو گئی

آپ کی یاد آئی یوں، جیسے خود آپ آگئے
شامِ فراق بھی مجھے صبحِ حجاز ہو گئی

قلب میں اک تڑپ اٹھی، آنسوؤں سے وضو کیا
آپ جو یاد آگئے، اپنی نماز ہو گئی

درد کے مرحلے وہی، اشکوں کے سلسلے وہی
میری حیات سایۂ زلفِ دراز ہو گئی

آپ کی یاد ہر نفس، آپ کا ذکر ہر سخن
اب یہی زندگی مری بندہ نواز ہو گئی

آپ کو دیکھتا رہا، سجدے کا ہوش کس کو تھا
ایک نماز رہ گئی ، ایک نماز ہو گئی
انجمؔ اُنہی کا ہے کرم مجھ کو ملی ہے چشمِ نم
میری نوا ضرورتِ قلبِ گداز ہو گئی



نہ مٹا پائے گی ہمیں دنیا
ایسی مضبوط تر پناہ میں ہیں
وہ ہماری نگاہ میں نہ سہی
ہم تو سرکارؐ کی نگاہ میں ہیں



جبیں میری ہو سنگِ در تمہارا یا رسُولؐ اللہ

یہی ارماں ہے جینے کا سہارا یا رسُولؐ اللہ

دِکھا دو اپنا چہرہ پیارا پیارا یا رسُولؐ اللہ

خُدا کا جیتے جی کر لوں نظارا یا رسُولؐ اللہ

تمہی ہو بے سہاروں کا سہارا یا رسُولؐ اللہ

تمہی کو ہر دُکھی دِل نے پکارا یا رسُولؐ اللہ

نِدامت ہے خطاؤں پر مگر نازاں ہوں قسمت پر
مرے ہاتھوں میں ہے دامن تمہارا یا رسُولؐ اللہ

نہیں ایسا کوئی جس پر نہ ہو اِحسان کی بارش
ترے ٹُکڑوں پہ ہے سب کا گزارا یا رسُولؐ اللہ

میں قرباں اِس اَدائے دستگیری کے دِل وجاں سے
مدد کو آگئے جب بھی پُکارا یا رسُولؐ اللہ

اگر کوئی تمنّا ہے تو بس اتنی تمنّا ہے
میں کہلاؤں دو عالم میں تمہارا یا رسُولؐ اللہ

غلامِ احمدؐ مختار یُوں پہچانے جائیں گے
کہ محشر میں بھی ہوگا ان کا نعرہ یا رسُولؐ اللہ

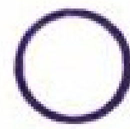
بروزِ حشر میرے اس یقیں کی لاج رکھ لینا
تمہارا ہوں، تمہارا ہوں، تمہارا یا رسُولؐ اللہ

اگر طوفاں کی زد پر مری کشتی کبھی آئی
تمہاری رحمتوں نے پار اُتارا یا رسولؐ اللہ

ترا در ہو، مرا سر ہو، سکونِ دل میسر ہو
پھرے کب تک یہ انجمؔ مارا مارا یا رسولؐ اللہ



ہر ایک وصف بحدِ کمال ہے موجود
کوئی حسین نہیں آپؐ سا حسینوں میں
جہاں کہیں نظر آیا ترا نشانِ قدم
سجودِ شوق مچلنے لگے جبینوں میں



مجھے آپؐ نے بُلایا یہ کرم نہیں تو کیا ہے

مرا مرتبہ بڑھایا یہ کرم نہیں تو کیا ہے

مجھے جب بھی غم نے گھیرا مرا ساتھ سب نے چھوڑا

تو مری مدد کو آیا یہ کرم نہیں تو کیا ہے

مری زندگی کے دامن پہ برس پڑیں بہاریں

ترے درد نے رُلایا یہ کرم نہیں تو کیا ہے

کبھی موت کے بھنور سے کبھی موجِ پُرخطر سے
مِری ناؤ کو بچایا یہ کرم نہیں تو کیا ہے

مجھے وقفِ ذکر کر کے مِری رُوح میں اُتر کے
مرے دل کو دل بنایا یہ کرم نہیں تو کیا ہے

میں غموں کی دُھوپ میں جب ترا نام لے کے نِکلا
مِلا رحمتوں کا سایا یہ کرم نہیں تو کیا ہے

جہاں چُھٹ گئے کنارے جہاں چِھن گئے سہارے
تجھے اپنے پاس پایا یہ کرم نہیں تو کیا ہے

جو ہے یاوروں کا یاور جو ہے دستگیرِ عالم
وہ مری مدد کو آیا یہ کرم نہیں تو کیا ہے

مرے ذہن تک میں ایسی کوئی اِرتقا نہیں تھی
مجھے کیا سے کیا بنایا یہ کرم نہیں تو کیا ہے

جو فریب فاصلے کا مجھے دے رہے تھا پیہم
وہ حجاب بھی اُٹھایا یہ کرم نہیں تو کیا ہے

مجھے حوصلے وہ بخشے ترے قُرب کے یقیں نے
میں غموں میں مُسکرایا یہ کرم نہیں تو کیا ہے

مری لغزشوں کو پیہم ملے آپ کے سہارے
میں گرا تو خود اُٹھایا یہ کرم نہیں تو کیا ہے

میں بھٹک کے رہ گیا تھا کہیں اور بہہ گیا تھا
مجھے راستہ دکھایا یہ کرم نہیں تو کیا ہے

یہ شرف بڑا شرف ہے، مرا رُخ تری طرف ہے
مجھے نعت گو بنایا یہ کرم نہیں تو کیا ہے

درِ مصطفیٰؐ سے انجم میں خود آ گیا، مگر دل
کبھی لوٹ کر نہ آیا یہ کرم نہیں تو کیا ہے



سوزِ بلالؓ و بُوذرؓ و سلماںؓ ہمیں بھی دو
دو اشک اپنی شان کے شایاں ہمیں بھی دو
افسانۂ حیات کا عنواں ہمیں بھی دو
دیدارِ حق بصورتِ انساں ہمیں بھی دو
ہر اشک جس کا آپؐ کے دامن میں جذب ہو
سرکارؐ ایسا دیدۂ گریاں ہمیں بھی دو

صحرائے زندگی میں جھلسنے لگی ہے روح
آسودگیٔ سایۂ داماں ہمیں بھی دو

ہے قرض ہم پہ شدّتِ جذبات کا ثبوت
آزردہ وحشتیں ہیں گریباں ہمیں بھی دو

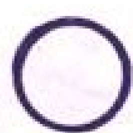
بوجھل ہمارا ذہن ہے صدیوں کی نیند سے
آواز اک قریبِ رگِ جاں ہمیں بھی دو

کھلتے نہیں ہیں پھول سرِ شاخِ آرزو
ویران ہیں نویدِ بہاراں ہمیں بھی دو

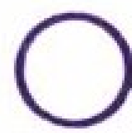
پھیلے اگر تو دونوں جہاں کو سمیٹ لے
بندہ نوازیوں سے وہ داماں ہمیں بھی دو

تم نے عطا کیا تھا جو اصحابِؓ بدر کو
وہ حوصلہ وہ عزم وہ ایماں ہمیں بھی دو

جو پا سکے معانیٔ بینُ السطُور کو
ایسا شعورِ حکمتِ قرآں ہمیں بھی دو
لِلّٰہ زندگی ہی بنا دو دُرُود کو
یکسوئی خیالِ پریشاں ہمیں بھی دو
ہر شہر۔ تم جو چاہو تو یہ آرزو کرے
انجُم سا دَردمند ثنا خواں ہمیں بھی دو



مسجد نبوی
۲۴ر اکتوبر ۱۹۷۶ء



بُلا کے در پہ مقدر جگا دیا تُو نے
ترے نثار! بڑا حوصلہ دیا تُو نے
میں کچھ نہیں تھا، مگر کیا بنا دیا تو نے
جلا کے دِل میں غمِ عشق کا دِیا تُو نے
یہ چشمِ تر، یہ تڑپ، یہ متاعِ سوز و گداز
مجھے تو جو بھی دیا، بے بہا دیا تُو نے

ترے کرم کی ترے حُسنِ التفات کی خیر
کہ میرے دل کو مدینہ بنا دیا تُو نے

خدا کا قُرب اِنہی آنسوؤں سے مِلتا ہے
ترے نثار یہ مژدہ سُنا دیا تُو نے

گُناہگار نے جب واسطہ دیا تیرا
تو اپنا دامنِ رحمت بڑھا دیا تُو نے

نگاہِ عشق میں مُشکل تھا سُرخرو ہونا
ترا کرم دلِ دَرد آشنا دیا تُو نے

تری نوازشِ پیہم پہ جب بھی غور کیا
گماں ہوا کہ جہنم بُجھا دیا تُو نے

عطا کی خیر ہو کیا کچھ نہیں کیا ہے عطا
حقیر ذرّے کو انجم بنا دیا تُو نے



آؤ اے عاصیو! اے شکستہ دلو، ہم پریشانیوں کو پریشاں کریں

زندگانی کے جو لادوا درد ہیں، اُن کا یادِ محمدؐ سے درماں کریں

ہجر کی یہ سیہ رات کٹ جائے گی، تیرگی جس قدر بھی ہے چھٹ جائیگی

عشق نے اُن کے آنسو ہمیں دیدئیے اپنی پلکوں پہ جشنِ چراغاں کریں

پھول اپنی لطافت میں ہیں خوب تر، جن سے ہٹتی نہیں ہیں نگاہیں مگر

اُن لبوں کی طہارت کا کیا پوچھنا، ناز خود جن پہ آیاتِ قرآں کریں

تم کرم ہی کرم ہو خدا کی قسم، ہر کڑے وقت میں تم نے رکھا بھرم

ہم اگر صدقِ دل سے پکاریں تمہیں، کشتیوں کی مدد بڑھ کے طوفاں کریں

یہ تو ممکن نہیں ہے کہ میں چپ رہوں اُن کے بارے میں زاہد بتا کیا کہوں

فرش پر خود ہی دیدار ریزداں ہیں وہ، عرش پہ جا کے دیدار ریزداں کریں

ایسے غم خوارِ ذی شاں پہ لاکھوں درود ایسے فیاضِ دوراں پہ لاکھوں سلام

خود تو قانع رہیں مسندِ فقر پر، اور گداؤں کو پل بھر میں سلطاں کریں

ایک اک آرزو مسکرانے لگے محفلِ جاں مری گنگنانے لگے

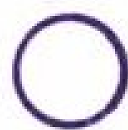
اے نسیمِ کرم تیرے جھونکے اگر زخم مہکائیں دل کو گلستاں کریں

لوٹ تو آئے ہیں، اشک کیسے رُکیں، دل مچلنے لگا پھر مدینے چلیں

ہم اسی ایک ارمان کے ہو رہے، کیوں گوارا کوئی اور ارماں کریں

انجمِ احساس کی شمع جلتی رہے، یہ تمنا تڑپتی مچلتی رہے

ہر عطا ہے اُنہی کی عطا، اُن پہ ہم دل نچھاور کریں جان قرباں کریں



محبّتِ مصطفےٰ سے پہلے میں کچھ نہیں تھا میں کچھ نہیں تھا

کرم کی اِس انتہا سے پہلے میں کچھ نہیں تھا میں کچھ نہیں تھا

میں جو بھی کچھ ہوں ترا کرم ہے، یہ بات میں بَرملا کہوں گا

کہ درِ صلِ علیٰ سے پہلے میں کچھ نہیں تھا میں کچھ نہیں تھا

اُنھیں جو پہلے پہل پُکارا، تو آ گئے دستگیر بن کر

اِس ابتدائے عطا سے پہلے میں کچھ نہیں تھا میں کچھ نہیں تھا

اُنھیں کا مجرم ہوں اُن کے در پر سرِ ندامت جھکا رہا ہوں
اِس اعترافِ خطا سے پہلے میں کچھ نہیں تھا میں کچھ نہیں تھا

اُنہی کی نسبت سے اشک سارے دَمک اُٹھے بن گئے ستارے
غمِ حبیبِ خدا سے پہلے میں کچھ نہیں تھا میں کچھ نہیں تھا

حرم کی عظمت بجا ہے لیکن نشانِ سجدہ یہ کہہ رہا ہے
حضورؐ کے نقشِ پا سے پہلے میں کچھ نہیں تھا میں کچھ نہیں تھا

مشاہدہ اور تجربہ ہے عروج بس ذکر آپؐ کا ہے
کہ اس بڑی کیمیا سے پہلے میں کچھ نہیں تھا میں کچھ نہیں تھا

نیاز مندی کی اب بہاریں بجا کہ توقیر بن گئی ہیں
مگر شکستِ انا سے پہلے میں کچھ نہیں تھا میں کچھ نہیں تھا

جو میری لے میں اثر ہے انجمؔ اُنہی کا لُطفِ نظر ہے انجمؔ
کہ قلبِ درد آشنا سے پہلے میں کچھ نہیں تھا میں کچھ نہیں تھا

تو کہاں میں کہاں

تیرے در کے بھکاری ہیں شمس و قمر
تیرے جلووں سے روشن چراغِ نظر

تو ہے تابندگی میں فقط تیرگی
تو یقیں میں گماں
تو کہاں میں کہاں

حاصلِ دو جہاں بس تری ذات ہے

میری نظروں میں کیا میری اوقات ہے

میں ہوں خاکِ زمیں عرش تیرا حرم

میں یہاں تو وہاں

تو کہاں میں کہاں

تیرا پڑھتی ہے کلمہ بہارِ وجود

تیرے جلووں کی کثرت پہ لاکھوں درود

تو ہی تو چار سُو کعبۂ رنگ و بُو

تو عیاں میں نہاں

تو کہاں میں کہاں

تیرے خطبے کا انداز ہے دل نشیں

جاں فزا فکر افروز وجد آفریں

ہر نظر میں خبر ہر سخن میں اثر
میں صدا تو اذاں
تو کہاں میں کہاں

تو ازل تو ابد میں ہوں خاکِ لحد
میں فنا آشنا تو بقا کی سند
میں تو محدود ہوں کوچۂ ذات میں
تو کراں تا کراں
میں کہاں تو کہاں

تیرا سایہ بہاروں کا آئینہ دار
میرے ہاتھوں میں پھول آکے بن جائے خار
تو کرم ہی کرم میں طلب ہی طلب
میں مکاں تو زماں
میں کہاں تو کہاں

تو حقیقت ہے اور بے حقیقت ہوں میں

تو سراپا تجلّی ہے حیرت ہوں میں

عظمتوں کی حق افروز میزان پر

میں سُبک تو گراں

تو کہاں میں کہاں

تو ہے سہرا شفاعت کا باندھے ہوئے

میں ہوں ٹپکا ندامت کا باندھے ہوئے

میں خطا ہی خطا تو عطا ہی عطا

میں فُغاں تو اماں

تو کہاں میں کہاں

سارے عالم میں جلوے تری ذات کے

میری نظروں پہ پہرے حجابات کے

میں اسیرِ جہت تو ہے چاروں طرف
میں مکاں تو زماں
تو کہاں میں کہاں

ذکر تیرا مداوا ہر افتاد کا
اور آنسو ہیں صدقہ تری یاد کا
ورنہ انجم میں ہوتی کہاں یہ چمک
تو دھنک میں دھواں
تو کہاں میں کہاں





مکی مدنی جنت کے دھنی   مری جان بھی ہے تم پر، قربان
کہیں تم سا نہیں ہے اور کوئی ذی شان

یہ ہے بجا دُنیا میں   کوئی نہیں مجھ سے بُرا
صلی اللہ سیّد المرسلین   صلی اللہ شفیع المذنبین

تو نے مگر اے آقا   پھر بھی کرم ایسا کیا
صلی اللہ سیّد المُرسلین   صلی اللہ شفیع المُذنبین

اک دَرد دیا ۔ اپنا ہی لیا   ہے کتنا بڑا تیرا ، احسان
کہیں تم سا نہیں ہے اور کوئی ذی شان

لُٹتا ہے ہر لحظہ اب میرے دِل کا چین

صلی اللہ سیّد المرُسلین صلی اللہ شفیع المذُنبین

چشمِ کرم ہو جائے بہرِ حسنؓ بہرِ حُسینؓ

صلی اللہ سیّد المرُسلین صلی اللہ شفیع المذُنبین

افسردہ ہوں، آزردہ ہوں ہو میری ہر اک مُشکل، آسان

کہیں تم سا نہیں ہے اور کوئی ذی شان

نیکی سے خوبی سے خالی ہے فردِ عمل

صلی اللہ سیّد المرُسلین صلی اللہ شفیع المذُنبین

عِصیاں کی کثرت سے مُرجھایا دل کا کنَول

صلی اللہ سیّد المرُسلین صلی اللہ شفیع المذُنبین

اب لاج رکھو، لجپال ہو تم میں تو ہوں بہر عنوان، نَادان

کہیں تم سا نہیں ہے اور کوئی ذی شان

تیری عطا شانِ عطا　　تیری طلب حُسنِ طلب

صلی اللہ سیّد المرسلین　　صلی اللہ شفیع المذنبین

تیرا سخن وحیِ خدا　　فخرِ عجم، نازِ عرب

صلی اللہ سیّد المرسلین　　صلی اللہ شفیع المذنبین

طٰہٰ صورت، یٰسین سیرت　　تو بھی تو مجسّم ہے، قرآن

کہیں تم سا نہیں ہے اور کوئی ذی شان

گردِ سفر انجم ہے　　زیرِ قدم کاہکشاں

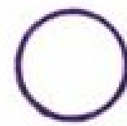
صلی اللہ سیّد المرسلین　　صلی اللہ شفیع المذنبین

اتنا بلند اور بالا　　جن و بشر سب حیراں

صلی اللہ سیّد المرسلین　　صلی اللہ شفیع المذنبین

اسریٰ کے امیں اقصیٰ کے مکیں　　تو عرش پہ رب کا بھی مہمان

کہیں تم سا نہیں ہے اور کوئی ذی شان



آپ آرامِ جاں آپ ہی جانِ جاں سرورِ سروراںؐ

آپ سا ہے کہاں مشفق و مہرباں سرورِ سروراںؐ

تیری نسبت ملی کیسی عزت ملی سب کو حیرت ملی

خاک میں نور تو تو یقیں میں گماں سرورِ سروراںؐ

میں طلب تو عطا تو سخی میں گدا تو ہے حاجت روا

کعبۂ آرزو ہے ترا آستاں سرورِ سروراںؐ

تیرا نقشِ قدم آبروئے حرم روشنی کا بھرم
آفتابِ ہدیٰ مرکزِ عاشقاں سرورِ سروراںؐ

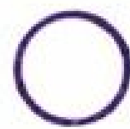
کہکشاں سربسر صرف گردِ سفر یہ عروجِ بشر
کوئی پہنچا نہیں آپ پہنچے جہاں سرورِ سروراںؐ

آپ ہی کا کرم چاہیئے دم بدم ہیں خطاکار ہم
ہے پناہِ خدا آپ ہی کی اماں سرورِ سروراںؐ

یاد ایمان ہے ذکر عرفان ہے کیسا فیضان ہے
مسجدِ رُوح میں ہو رہی ہے اذاں سرورِ سروراںؐ

بے گماں بالیقیں آسماں تا زمیں کوئی کچھ بھی نہیں
تو عیاں تو نہاں تو یہاں تو وہاں سرورِ سروراںؐ

دیدۂ تر عطا آپ نے کر دیا شاد انجم ہوا
اشک برسائے گی خوب چشمِ رواں سرورِ سروراںؐ



سینۂ ہستی روشن کا ہکشاں ہے جگمگ جگمگ

ماہِ مدینہ تیری ضیا سے سارا جہاں ہے جگمگ جگمگ

دل کا مدینہ رخشندہ ہے کعبۂ جاں ہے جگمگ جگمگ

ہم نے اب یہ جان لیا ہے کون کہاں ہے جگمگ جگمگ

فرش کی ہر شے تجھ سے منوّر اور فلک ہے تجھ سے درخشاں

تو ہی یہاں ہے جگمگ جگمگ تو ہی وہاں ہے جگمگ جگمگ

اِتنا بڑھا جلووں کا تیقّن، ٹوٹ گئی دیوارِ تعیّن
بزمِ یقیں تو بزمِ یقیں ہے، بزمِ گماں ہے جگمگ جگمگ

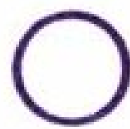
شُکر کے سجدے فرض ہیں ہم پر، ثابت ہر پہلو سے کرم ہے
دل تو دل ہے یاد سے اُن کی سارا مکاں ہے جگمگ جگمگ

اِس شانِ نسبت کے تصدُق، کِتنا بڑا اِعزاز دیا ہے
محفل محفل ذِکر سے تیرے میری زباں ہے جگمگ جگمگ

سُن کے اَذانِ صُبح اندھیرے سارے جہاں سے چھٹ جاتے ہیں
اُن کے اسمِ پاک سے اب بھی حُسنِ اَذاں ہے جگمگ جگمگ

اُن کے نقشِ پا پہ نظر ہے، کِتنا آساں اپنا سفر ہے
جس منزل کے ہم ہیں راہی، اس کا نشاں ہے جگمگ جگمگ

تیرے فیضِ نعت سے آقا، نُور وضیا ہے ہستیٔ انجم
ذہن درخشاں، نُطق منوّر، اور بیاں ہے جگمگ جگمگ



اے چارۂ بے چارگاں اے مرہمِ زخمِ جگر
میرا تو بس مقصود ہے تیرے کرم کی اِک نظر

تو صاحبِ معراج ہے رفعت کا سر پر تاج ہے
خورشید تیرا نقشِ پا اور کہکشاں گردِ سفر

ہے خالق و مخلوق میں تجھ سے ہی محکم رابطہ
تیرا تعلق زندگی تیری محبّت معتبر

اس حال کو سب اہلِ دل کہتے ہیں بخشش کی سند

یہ بھی ترا احسان ہے مجھ کو عطا کی چشمِ تر

ہو جائے جب تیرا کرم رہتی نہیں شامِ الم

واللہ تیرے نام کا پڑھتی ہے کلمہ ہر سحر

تو حاضر و موجود ہے تو شاہد و مشہود ہے

تیرے سوا کوئی نہیں ہو جو بشر خیر البشر

نسبت پہ تیری ناز ہے حاصل پرِ پرواز ہے

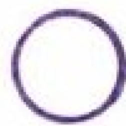
تیری غلامی کی قسم ہم ہو گئے ہیں مفتخر

میری یہی ہے آرزو جو ہے متاعِ آبرو

جب بھی ہو دنیا سے سفر ہو تیرے در پر میرا سر

اس انجمِ کمتاب کو تیری تجلی چاہیے

چشمِ کرم چشمِ کرم اے صاحبِ شق القمر



ہر خوبی ہر حُسن کا مالک کوئی بجُز سرکارؐ نہیں ہے
دِل والوں کی اِس بستی میں کِس کو اُن سے پیار نہیں ہے

بگڑی ہوئی تقدیر بنادی، آہی گئے جب اُن کو صدا دی
دُنیا کا ہر شغل عبث ہے، یادِ نبیؐ بیکار نہیں ہے

بس وہ میری لاج رکھیں گے اُن کی نسبت کام آئے گی
ورنہ کوئی مجھ سا عاصی بخشش کا حق دار نہیں ہے

دل میں اگر ہے سوزِ نہانی بڑھنے دو اشکوں کی روانی
ایسی محبّت کب ہے محبت جس کا کوئی اظہار نہیں ہے

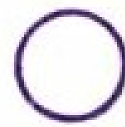
تو ہے بہارِ باغِ رسالت تیرے قرباں ابرِ کرامت
ایسے چمن مہکائے تو نے جس میں کوئی خار نہیں ہے

اُن کا دیا ہی ہم کھاتے ہیں اُن کے گن ہی ہم گاتے ہیں
دشمن ہے وہ علم ویقیں کا جس کو یہ اقرار نہیں ہے

عشقِ نبیؐ سے بار آور ہے ورنہ تو انسان کا دِل بھی
ایسا بنجر کھیت ہے جس میں کوئی پیداوار نہیں ہے

سوئے مدینہ جانے والو شُکر کے سجدے فرض ہیں تم پر
ایسا رستہ اور جہاں میں کوئی بھی ہموار نہیں ہے

صدیاں بیتیں انجم لیکن قُرب کا عالم ہے باقی
ہم ہیں اُن کے وہ ہیں ہمارے دُنیا بھی دیوار نہیں ہے



جو اعلیٰ ہیں وہ پستی کی طرف جایا نہیں کرتے
بجز عشقِ نبیؐ کچھ اور اپنایا نہیں کرتے

زباں کو پاک جب تک کر نہ لیں مُشکِ محبت سے
نبیؐ کا نام لب پر اہلِ دل لایا نہیں کرتے

خُدا کی رحمتوں کو خود نظر انداز کرتے ہیں
ہیں ناداں اپنی نسبت پر جو اِترایا نہیں کرتے

نوید اے بے قرارو، بے قراری کے مزے لُوٹو
حجاب اُٹھ جائیں گے سارے وہ تڑپایا نہیں کرتے

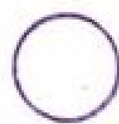
جو اُن کے ہیں اُنہی سے مانگتے ہیں اُن سے لیتے ہیں
کِسی کے سامنے بھی ہاتھ پھیلایا نہیں کرتے

چلو اے عاصیو، بھر لائیں خالی جھولیاں اپنی
وہ دشمن کو بھی خالی ہاتھ لوٹایا نہیں کرتے

یہ معیارِ سخاوت ہے حدودِ فہم سے بالا
وہ سب کچھ دے کے بھی احسان جتلایا نہیں کرتے

جو بن جاتے ہیں خورشید و قمر ان کی عنایت سے
چمکتے اور چمکاتے ہیں گہنایا نہیں کرتے

غموں کی دھوپ اے انجمؔ ہمیں بے شک جھلس دیتی
اگر گیسوئے نبیؐ کے دھر برسایا نہیں کرتے



دو قدم چل کر مدینے کے لئے
حوصلہ ملتا ہے جینے کے لئے
ڈوبنے والے جو اُن کا نام لیں
موج ساحل ہے سفینے کے لئے
دولتِ یادِ محمدؐ چاہیئے
عشق میں دل کے خزینے کے لئے

سُرخرو تھے جس سے حسّانؓ و بلالؓ
مضطرب ہوں اُس قرینے کے لئے

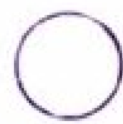
مِل گئی ہے اُن کی نسبت کی شراب
ہم غلاموں کو بھی پینے کے لئے

جو شرف پایا مہِ میلاد نے
یہ شرف ہے کِس مہینے کے لئے

آب و تابِ یادِ محبوبِ خدا
چاہیے دِل کے نگینے کے لئے

جب پکارا آ گئے امداد کو
ایسی رحمت! مجھ کمینے کے لئے

داغِ عشقِ مصطفےٰ انجمؔ بنا
تمغۂ اعزاز سینے کے لئے



دیکھتی ہے مجھے دُنیا بڑی حیرانی سے
جب بھی سرکار بچاتے ہیں پریشانی سے

یادِ سرکارِ دوعالم ہے بہاروں کی امیں
میرے گلشن کا تعلق نہیں ویرانی سے

دستگیری کے لئے نامِ نبیؐ کافی ہے
مشکلوں سے میں گزر جاتا ہوں آسانی سے

چاہنے والے محمدؐ کے کہیں بھی نہ چھپے
عشق کا نور نمایاں رہا پیشانی سے

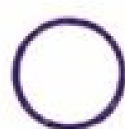
آج بھی عام ہیں دُنیا میں حرا کے جلوے
ماہ و خورشید ہیں روشن اُسی تابانی سے

دیتے ہیں اُن کے ہی دَر پہ مرے آنسو دستک
کام بنتے ہیں اسی سلسلہ جنبانی سے

اعتبار اُن کے کرم کا بھی کرم ہی نکلا
اب میں ڈرتا ہی نہیں ہوں کسی طغیانی سے

جس میں سرکارِ مدینہؐ کا حوالہ ہی نہ ہو
ربط ایماں کا نہیں ایسی خدا دانی سے

اُس کی توصیف کہاں، اور کہاں یہ انجمؔ
انبیاءؑ دیکھ رہے ہیں جسے حیرانی سے



پلکوں پہ ہے اشکوں سے چراغاں مرے آقاؐ

آثار کرم کے ہیں نمایاں مرے آقاؐ

ہیں میرے لئے رحمتِ یزداں مرے آقاؐ

رہنے نہیں دیتے ہیں پریشاں مرے آقاؐ

کیا آنکھ ملائے گی بھلا گردشِ دوراں

ہے سر پہ ترا سایۂ داماں مرے آقاؐ

بڑھتی ہی رہی ذرۂ ناچیز کی قیمت
کرتے رہے احسان پہ احساں مرے آقاؐ

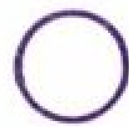
احساس یہ کہتا ہے کہ تم آ ہی گئے ہو
تم سے ہے مرے گھر میں چراغاں مرے آقاؐ

ہوتا ہے ترے حُسنِ توجّہ سے کرم سے
انسان کے ہر درد کا درماں مرے آقاؐ

اللہ غنی آپؐ کی رفعت کا یہ عالم
جبریلؑ بھی سدرہ پہ ہیں حیراں مرے آقاؐ

ہر سال بُلانے لگے دربار میں اپنے
ہیں اس کرمِ خاص پہ قرباں مرے آقاؐ

انجم کو ترے ذکر کی توفیق ملی ہے
مہکا مرے ایماں کا گلستاں مرے آقاؐ



نامِ محمدؐ صلِّ علیٰ آنکھوں کی ٹھنڈک دِل کی جِلا

آؤ اُن کا ذکر کریں جو ہیں دافعِ رنج دبلا

نامِ محمدؐ صلِ علیٰ

جن کو اُن قرب مِلا ہے بن گئے ہادیٔ وراہ نما

سب پر اُن کی چشمِ کرم ہے واہ رے شانِ جودوسخا

نامِ محمدؐ صلِ علیٰ

دیکھ کے اپنی فردِ عمل کو   عاصی جب شرمائیں گے
اُمت سے کچھ پیار ہے ایسا   خود وہ کرم فرمائیں گے

نامِ محمدؐ صلِّ علیٰ

اُن پر اپنا تن من واروں   واروں حسنِ کون و مکاں
حاصل ان کے صدقے میں ہے   عزت و عظمت نام و نشاں

نامِ محمدؐ صلِّ علیٰ

جب ڈھلتی ہے یاد اشکوں میں   رحمت کے در کھلتے ہیں
ایسا کرم ہوتا ہے اُن کا   سارے عصیاں دھلتے ہیں

نامِ محمدؐ صلِّ علیٰ

محفلِ نعت کی بات نہ پوچھو   خود وہ کرم فرماتے ہیں
جن پہ کرم ہوتا ہے اُن کا   اُن کے دن پھر جاتے ہیں

نامِ محمدؐ صلِّ علیٰ

جن کو ان کا درد مِلا ہے — نام اُنہی کا لیتے ہیں
رحمتِ عالم خواب میں آکر — اُن کو تسلّی دیتے ہیں

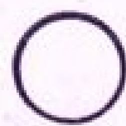
نامِ محمدؐ صلِّ علیٰ

اُنکی بھیک پہ سب پلتے ہیں — اُن کے منگتے شاہ و گدا
در سے کوئی خالی نہیں لوٹا — داتا کی یہ شانِ عطا

نامِ محمدؐ صلِّ علیٰ

جب کو مشکل پیش آئی ہے — دل نے اُن کو پکارا ہے
انجم اپنا تو یہ یقیں ہے — اُن کا کرم ہو جاتا ہے

نامِ محمدؐ صلِّ علیٰ





رسُولوں میں مُمتاز نبیوںؑ میں اعلیٰ

خُدائی کا مُختار معراج والاؐ

ترا ہی لقب رحمتِ دو جہاں ہے

رہے گا ترے فیض کا بول بالا

کریم و خطا پوش، لُطفِ مجسم

بہارِ عطا رحمتِ حق تعالیٰ

اُٹھایا نہ ہم نے کوئی اور احسان
ہمیں صرف تیری عطاؤں نے پالا
اُنھیں اُن سے مانگا مگر سُرخرو ہے
بھکاری انوکھا ہے، داتا نرالا
گنہگار اب اس اشارے کو سمجھیں
سرِ دوشِ اطہر ہے کالا دوشالا
ادا دستگیری کی اللہ اکبر
جو ڈوبے ترایا، گرے تو سنبھالا
توقع سے بڑھ کر عطا کرنے والے
کسی کو کبھی تو نے خالی نہ ٹالا
منور ہیں شمس و قمر جس سے انجم
دلوں تک پہنچتا ہے اُس کا اُجالا



طوفان بھی ہے ساحل اور موج بھی کنارا
محبوبِ کبریا کا جب سے مِلا سہارا
عشّاق کا رہا ہے ہر دور میں یہ نعرہ
عزّت تری غُلامی، عظمت ترا نظارا
پہچانتے ہیں جس کے سجدے تمہارے دَر کو
پھرتا نہیں کہیں بھی دُنیا میں مارا مارا
سردارِ انبیاء کی حاصل ہوئی غلامی
کس درجہ اَوج پر ہے تقدیر کا سِتارا

اے نعت تیرے قرباں ایسا گداز بخشا
سرکارؐ کا کرم ہے اشکوں سے آشکارا

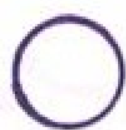
عرفان ہے تو یہ ہے، ایمان ہے تو یہ ہے
تم کو ہی یا محمدؐ ہر حال میں پکارا

اُس کے غلام کیا ہیں، اللہ ہی جانتا ہے
اللہ کی مشیّت ہے جس کا ہر اشارا

کیا چیز ہے کریمی، کیا شے ہے دستگیری
وہ خوب جانتا ہے جس نے تمہیں پکارا

ہیں جس قدر سہارے بے کس کے منتظر ہیں
بیکس کو ڈھونڈتا ہے سرکارؐ کا سہارا

ہے کارساز میرا، انجمؔ یہی وظیفہ
چشمِ کرم خدارا، چشمِ کرم خدارا



کیف ہی کیف ہر طرف نُور ہی نُور چار سُو

روضۂ سیدِ البشرؐ عرشِ علیٰ ہے ہو بہو

سامنے ہے درِ رسُولؐ اشک نہیں کوئی ملُول

آج ہوئی ہے سُرخرو میری ہر ایک آرزُو

جوشِ جنوں ادب ادب، ذوقِ نیاز سر جُھکا

جلوہ گہِ حبیبِ حق آج ہے تیرے رُوبرو

جو بھی مدینے آگیا دل کی مُراد پا گیا
بگڑے نصیب بن گئے پُوری ہوئی ہر آرزُو

سامنے جالیوں کے ہے جوش پہ ہوش حکمراں
اشکوں میں ڈھل کے رہ گئی اہلِ جُنوں کی ہاؤ ہُو

پھیل رہی ہیں نکہتیں عرصۂ کائنات میں
یادِ رسُولؐ سے چلی ایسی ہوائے رنگ و بُو

ذہن کرم سے دُھل گیا مجھ پہ یہ راز کھُل گیا
وہ تو بہت قریب ہیں جن کی تھی مجھ کو جستجو

اُن سا کوئی غنی نہیں، اُن سا کوئی سخی نہیں
اُن کے گدا کو مل گئی دونوں جہاں کی آبرُو

عرض سلام کیجئے اور درُود بھیجئے
دے گی قبول کی سند اشکِ رواں کی آبجُو

دل پہ نکھار آگیا، اُن کو بھی پیار آگیا

جب بھی نگاہِ شوق نے اشکوں سے کرلیا وضو

اپنی جگہ میں کچھ نہ تھا، اپنی جگہ میں کچھ نہیں

انجمؔ اُنہی کے ذکر سے ہے مری ساری آبرو



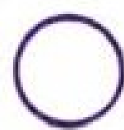
عبادتوں کا زیور

عبادتوں کا ہے زیور یہ نعت صلِّ علیٰ

اِسی لئے تو رہی اَولیاؒ کا یہ معمُول

درُود، نعت نہیں ہے درُود تو ہے دعا

بغیرِ نعت نہیں ہے درُود بھی مقبُول



شہِ بزمِ اسریٰ کو دِل دے دیا ہے
دو عالم کے آقا کو دِل دے دیا ہے
کوئی اِس سے بہتر نہیں دِل کا مصرف
غلاموں نے آقا کو دِل دے دیا ہے
اُنھیں جب سے مانا ہے جانِ تمنّا
خود اپنی تمنّا کو دل دے دیا ہے

وہ دَاتا ہے دیگا طلب سے زیادہ
بھکاری نے دَاتا کو دل دیا ہے

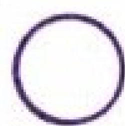
اَمر کیوں نہ ہو جائے دَریا میں قطرہ
کہ قطرے نے دریا کو دِل دے دیا ہے

بناتی ہے محبُوبِ حق جس کی نسبت
اُسی حُسنِ یکتا کو دل دے دیا ہے

صفِ انبیاءؑ میں جو ہے سب سے بالا
اُسی قدِّ بالا کو دل دے دیا ہے

دو عالم کی ہیں رونقیں جس کے دَم سے
اُسی عالم آرا کو دل دے دیا ہے

کہیں دل بہلتا نہیں اب تو انجمؔ
چمن زارِ بطحا کو دل دے دیا ہے



تقدیر جگائی ہے جگاتے ہی رہیں گے
سرکارؐ مدینے میں بُلاتے ہی رہیں گے

آواز کا یہ حُسن تو دو دن کا ہے مہمان
یہ اشک مرے نعت سُناتے ہی رہیں گے

رہتی ہے اُنھیں ہم سے سوا فکر ہماری
وہ ہم کو تباہی سے بچاتے ہی رہیں گے

یادِ شہِ ابرارؐ میں رونا ہے عبادت
ہم ضبط کی دیوار گراتے ہی رہیں گے

ہے میرے گناہوں سے کرم اُن کا زیادہ
وہ دامنِ رحمت میں چھپاتے ہی رہیں گے

جنّت سے حسیں تر ہیں مدینے کی فضائیں
روضے سے تصوّر کو سجاتے ہی رہیں گے

جب یاد کیا جاتا ہے آجاتے ہیں سرکارؐ
ہم قُرب کا یہ جشن مناتے ہی رہیں گے

ہے قُرب حقیقت میں ترے قُرب کا احساس
نعتوں سے یہ احساس جگاتے ہی رہیں گے

وہ دین ہیں، ایمان ہیں، قرآن ہیں میرا
انجم وہ مجھے راہ دکھاتے ہی رہیں گے



نزولِ رحمتِ باری ہے آج صلِّ علیٰ
وہ آئے صاحبِ معراج و تاج صلِّ علیٰ
حضورِ سرورِ عالمؐ سبھی نے پیش کیا
بصد نیاز دِلوں کا خِراج صلِّ علیٰ
ستائیں غم تو مسلسل پڑھیں نبیؐ پہ درود
یہی ہے اپنے دُکھوں کا علاج صلِّ علیٰ

ہمارے حامی و ناصر ہیں وہ خدا کی قسم
ہے جن کے سر پہ شفاعت کا تاج صلِّ علیٰ

وہ بادشاہ تمہی تو ہو یا رسولؐ اللہ
ازل سے جس کا دِلوں پر ہے راج صلِّ علیٰ

تمہاری یاد کے صدقے، کہ مِل گیا دِل کو
غم و خوشی کا حسیں امتزاج صلِّ علیٰ

اُنہی کا ذکر، اُنہی کا خیال، اُنہی کی یاد
جہانِ عشق کے رسم و رواج صلِّ علیٰ

یہی یقین ہے سرمایۂ سکوں، کہ حضورؐ
رکھیں گے اپنے غلاموں کی لاج صلِّ علیٰ

یہ انتہائے کرم ہے حقیقتاً انجم
نبیؐ کی نعت ہے تیرا مزاج صلِّ علیٰ



مرے دل میں ہے یادِ محمدؐ

کوئی اور نہ دل میں آئے

جو ہے نور ہی نور کا مسکن

وہاں کیسے ٹکیں گے سائے

ترے در سے جبیں نے رشتے

تقدیر سے ایسے پائے

مرے شوق کے سارے سجدے

تری نسبت پر اترائے

مجھے در پہ بلانے والے

مجھے یوں بھی اِذنِ سفر دے

مرے خوابوں کی جاگے قسمت

مری روح مدینے جائے

ترے دامن میں اے آقا

اگر آنسو چمکیں مہکیں

ترا ذکر ہو دل کی دھڑکن

تری یاد ہمیں تڑپائے

تری یاد پہ سب کچھ قرباں

کہ یہی ہے دین و ایماں

جو ہو راہ میں تیری حائل

اس دنیا سے بھر پائے

ہیں ہزاروں ایمان دشمن

رہے سر پر تیرا دامن

تجھے سب کچھ اپنا مانیں

کوئی لاکھ ہمیں بہکائے

نہیں جائے گی لیکر حاجت

مرے دست طلب کی غیرت

وہی میرا ہے آقا مولا

وہی مجھ پہ کرم فرمائے

ترے غم کے آنسو مہکیں

مرے سارے ارماں چہکیں

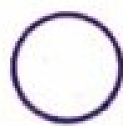
تری یاد ہے میرا درماں

ترا درد ہی دل بن جائے

یہ نویدِ کرم بھی دیدے
تری حمد و ثنا کا شاعر
ترے سامنے روزِ محشر
تری نعت کا نغمہ گائے

لِلّٰہ دکھا وہ صورت
جو صورت ہے حق صورت
ہر رنگ ہو پھیکا پھیکا
یوں رنگ ترا جم جائے

ترا پیار امر ہے پیارے
یہی مانگ رہا ہوں تجھ سے
انجمؔ کا فسانہ دنیا
اب صدیوں تک دہرائے



یادِ رسولؐ پاک میں جو آنکھ نم نہیں
جلووں کی بارگاہ میں اس کا بھرم نہیں
کیا فائدہ ملے گا حرم کے طواف سے
یادِ نبیؐ سے قلب اگر خود حرم نہیں
پڑھنے لگیں درود اگر دل کی دھڑکنیں
اس سے بڑا تو کوئی خدا کا کرم نہیں

انکی عطا ہیں ان پہ تصدق ہزار بار
اولاد و جان و مال کچھ اتنے اہم نہیں

جس نے نبیؐ کے ذکر سے کھائی نہ ہو شکست
ایسا تو کائنات میں کوئی بھی غم نہیں

سرمایۂ حیات ہے یہ ذکر مصطفےٰؐ
ٹوٹا یہ سلسلہ تو سمجھ لو کہ ہم نہیں

ہرگز نہیں ہے اس کی بصیرت کا اعتبار
مقصود جس نظر کا وہ جانِ کرم نہیں

ابھرا نہیں ہو جس سے ولایت کا آفتاب
ایسا کوئی حضورؐ کا نقش قدم نہیں

ہیں محوِ شکر ہم تہہِ دامانِ مصطفےٰؐ
نعمت وہ کون سی ہے جو ہم کو بہم نہیں

دنیا میں بس یقینِ کرم سرفراز ہے
ہیں نامراد جن کو یقینِ کرم نہیں

دوری حضورؐ کی ہے عدم قرب ہے وجود
کچھ اور اعتبارِ وجود و عدم نہیں

پہلے بھی انکی نعت ہی لکھتا رہا ہوں میں
لگتا ہے یوں کہ جیسے یہ پہلا جنم نہیں

لکھا ہے اس سفینے کی قسمت میں ڈوبنا
جس پر نبیؐ کا اسمِ گرامی رقم نہیں

انجمؔ جسے نصیب ہوا عشقِ مصطفٰےؐ
وہ محترم نہیں تو کوئی محترم نہیں

سایۂ داماں

ہے سر پر سایۂ دامانِ رحمت
مبارک ہو ہمیں یہ خوش مقامی
قیامت تک رہے گا جلوہ فرما
رسول اللہؐ کا عہدِ گرامی

عہدِ رسالت

کھینچ کر وقت کی طنابوں کو
نظر انداز کر کے ماضی و حال

ہجر نے عالمِ تصور میں
نظر افروز کی ہے بزمِ وصال

لفظ کم مایہ ہیں بیاں کے لئے
میرے پروردگار مجھ کو سنبھال

اتنے جلوے کہ ہے نظر خیرہ
ایسا عالم نہیں ہے جسکی مثال

وہ ہیں موجود خود کہ جنکی ثنا
جز خدائے قدیر سب پہ محال

جنکی سیرت ہے آفتاب یقیں
جنکی صورت بہشتِ خدوخال

جنکا اخلاق شارحِ قرآں
وحیٔ ربّی ہے جنکا حسنِ مقال

وہ مجسّم کرم سراپا نور
بہرہ انداز بحرِ جود و نوال

شمع محفل وہ ہیں تو پروانے
ایسے ہیں جو ہیں آپ اپنی مثال

پاسباں در پہ جبرئیلِ امینؑ
اللہ اللہ یہ دبدبہ یہ جلال

چشمِ ساقیؐ سے مست ہیں اصحاب
جامِ طیبہ میں ہے شرابِ جمال

کیف ہی کیف ہے فضاؤں میں
مستیٔ حق ہے یا اذانِ بلالؓ

ہیں سراپا درود پروانے
کر رہے ہیں طوافِ شمعِ جمال

ایک ہی سمت میں ہے محوِ خرام
اٹھنے والی ہر ایک موجِ خیال

دور رہ کر بھی ہو رہے ہیں اویسؒ
دولتِ قربِ مصطفٰےؐ سے نہال

ہو گیا دو جہاں سے مستغنیٰ
جسنے پھیلا دیا ہے دست سوال

کتنا مضبوط ہے حصارِ کرم
دل دکھائے نہیں یہ غم کی مجال

زندگی مطمئن ہے انکے حضور
شدّتِ کرب سے نہیں ہے نڈھال

پا لیا ان کو، پا لیا سب کچھ
چین۔ آغاز سے ہے تا بہ مآل

ان کا غم ان کی آرزو ایماں
اپنا غم ہے نہ کوئی اپنا ملال

سامنے ہے جمالِ شاہدِ حق
ہر نظر بن گئی ہے عشق خصال

ساری آزردہ خاطری دل کی
دیکھ کر ان کو ہو رہی ہے بحال
ہر طرف رحمتوں کی بارش ہے
دل پہ جمتی نہیں ہے گردِ ملال
اس تصور کو جاوداں کر دے
اے خدائے وفا خدائے خیال
عہد سرکارؐ سامنے ہی رہے
ہجر میں چاہتا ہوں لطفِ وصال
آلؓ و اصحابؓ مصطفٰےؐ کے طفیل
ہو نہ یہ کیف میرا رو بہ زوال



یا حبیبؐی مَرحبَا   یا حبیبؐی مَرحبَا
جدّ الحُسینی مَرحبَا   یانُور العینی مرحبَا

یا اِمَام القِبلتین   یا رسُولُ الثقلین
فاتحِ بدر و حُنین   راحتِ جاں نورِ عین
مصطفےٰؐ و مجتبیٰؐ
یا حبیبؐی مرحبَا

رحمۃ للعالمیں سرورِ دنیا و دیں

عینِ حق نورِ یقیں جاں نشین و دل نشیں

مقتدا و مدعا

یا حبیبی مرحبا

اوّل و آخر ہیں آپؐ باطن و ظاہر ہیں آپؐ

حافظ و ناصر ہیں آپؐ حاضر و ناظر ہیں آپؐ

ابتدا و انتہا

یا حبیبیؐ مرحبا

درد کا درماں ہیں آپ خلق کا ارماں ہیں آپ

صاحبِ قرآں ہیں آپ رحمتِ رحماں ہیں آپ

اعتبارِ کبریا

یا حبیبیؐ مرحبا

زندگی کے پیچ و خم بن گئے ہیں وجہِ غم
یا نبیؐ محترم ہم پہ ہو لطف و کرم
اختیارِ کبریا
یا حبیبیؐ مرحبا

نورِ جان و نورِ عین آفتابِ مشرقین
نو بہارِ مغربین آپ ہیں ہر دل کا چین
مصطفےٰؐ و مجتبےٰ
یا حبیبی یا مرحبا

آپ حسنِ کائنات آپ سے روشن حیات
آپ روحِ ممکنات آپ صہبائے صفات
آپ جانِ مدعا
یا حبیبیؐ مرحبا

آپ ہیں سب کے اِمام　　آپ کے سب ہیں غلام

اور غلاموں کا ہے کام　　پڑھتے رہنا صبح و شام

دم بدم صلِّ علیٰ

یا حبیبی مَرحبَا

اِفتخارِ مُرسلیں　　رحمتہ لِلّعالمیں

صادق الوعدالامیں　　حاصلِ دنیا و دیں

تاجدارِ انبیاؑ

یا حبیبی مَرحبَا

انجمِ آشفتہ سر　　پھر رہا ہے دَر بَدر

یا شہِ جنّ و بشر　　ہو کرم کی ایک نظر

شافعِ روزِ جزا

یا حبیبیؐ مَرحبَا

سلام

شمسُ الضحیٰ پر لاکھوں سلام
بدرُالدجیٰ پر لاکھوں سلام
اعلیٰ سے اعلیٰ تیرا مقام
سب انبیاؑ کا تو ہے امام
کُل اولیا ہیں تیرے غُلام
شمسُ الضحیٰ پر لاکھوں سلام
بدرالدجیٰ پر لاکھوں سلام

ہے حکمرانی کس شان سے

قائم ہے تیرے فیضان سے

دُنیا و دیں کا سارا نظام

شمسُ الضحیٰ پر لاکھوں سلام

بدر الدجیٰ پر لاکھوں سلام

تو ہے نہ جانے کتنا عظیم

ہے نام تیرا اتنا کریم

آساں سے آساں بنتا ہے کام

شمسُ الضحیٰ پر لاکھوں سلام

بدر الدجیٰ پر لاکھوں سلام

سب پل رہے ہیں در سے ترے

سب پا رہے ہیں گھر سے ترے

اس میں نہیں ہے کوئی کلام

شمس الضحیٰ پر لاکھوں سلام

بدرالدجیٰ پر لاکھوں سلام

پیارا ہے کتنا نقشہ ترا

نقاش خود ہے شیدا ترا

اللہ اکبر حسنِ تمام

شمس الضحیٰ پر لاکھوں سلام

بدرالدجیٰ پر لاکھوں سلام

تیری عطا کی کیا بات ہے

ابرِ کرم کی برسات ہے

ردِ بلا ہے تیرا ہی نام

شمس الضحیٰ پر لاکھوں سلام

شانِ سخا کا تجھ سے بھرم

مشکل کُشا ہے تیرا کرم

بگڑی بنانا تیرا ہی کام

شمسُ الضحیٰ پر لاکھوں سلام

بدرالدجیٰ پر لاکھوں سلام

ہر رُخ سے ایمان ہے سُرخرو

ظاہر بھی تو ہے باطن بھی تو

دل میں درود اور لب پر سلام

شمسُ الضحیٰ پر لاکھوں سلام

بدرالدجیٰ پر لاکھوں سلام

اِتنا کرم تو فرمائیے

روضے پہ سب کو بُلوائیے

حاضر یہاں ہیں جتنے غلام

شمسُ الضحیٰ پر لاکھوں سلام
بدر الدجیٰ پر لاکھوں سلام

خود حق نشاں ہے صورت تری
تفسیرِ قرآں ہے سیرت تری
وحیِ الٰہی تیرا کلام
شمسُ الضحیٰ پر لاکھوں سلام
بدر الدجیٰ پر لاکھوں سلام

والفجر رُخِ زیبا ترا
واللیل تیری زُلفِ دوتا
کتنے حسیں ہیں یہ صبح و شام
شمس الضحیٰ پر لاکھوں سلام
بدر الدجیٰ پر لاکھوں سلام

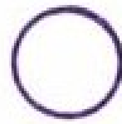
انجم کے آقا انجم ہی کیا

تیرے بھکاری تیرے گدا

سارے خواص اور سارے عَوام

شمس الضحیٰ پر لاکھوں سلام

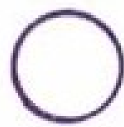
بدر الدجیٰ پر لاکھوں سلام



اللہ نور السمٰوٰت والارض

خدا کے نُور سے میرا نبیؐ ہے
نبیؐ کے نُور سے دُنیا بنی ہے
برائے نام یہ خاکی ہے خاکی
کرم کیسا یہ اللہ غنی ہے

غزل اور نعت کا امتزاج



اب ذکر کیجئے نہ غمِ روزگار کا
رخ میری سمت ہو گیا فصلِ بہار کا

وہ دل نشیں نگاہ عجب کام کر گئی
عالم بدل گیا مرے لیل و نہار کا

میری جبین شوق میں سجدے تڑپ اٹھے
جب ذکر چھڑ گیا خمِ ابروئے یار کا

میخانہ ساز بن گئی ساقی کی یاد بھی
ٹوٹے گا سلسلہ نہ بہارِ خمار کا

جلتا رہے چراغِ محبت تمام عمر
دل کے چمن سے جائے نہ موسم قرار کا

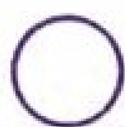
جز تیرے کس سے ہوگا مداوائے زخمِ دل
تجھ پر عیاں ہے حال دلِ غم شعار کا

اب آ بھی جاؤ ضبط کا یارا نہیں رہا
دامن ہی چھوٹ جائے نہ صبر و قرار کا

محسوس یہ ہوا کہ کھڑے ہیں وہ سامنے
عالم نہ پوچھئے نگہِ اشک بار کا

ان کے حضور ہو نہ سکا حالِ دل بیاں
دیکھے تو کوئی جبر مرے اختیار کا

انجمؔ انہی کی یاد ہے سرمایۂ حیات
احسان مند ہوں کرمِ کردگار کا



اگر دیکھ لیں وہ نگاہِ کرم سے
ستارے گریں ٹوٹ کر چشمِ نم سے

سلامت رہے بس ترا آستانہ
نہیں واسطہ ہم کو دیر و حرم سے

جنونِ سفر آج تک معترف ہے
ملیں منزلیں تیرے نقشِ قدم سے

میسّر ہے ہر گام حسنِ رفاقت
نہیں آشنا کون تیرے کرم سے

جہانِ وفا میں مری آرزوئیں
ہوئیں سرخرو تیرے فیضِ اتم سے

یہ احسان کچھ کم نہیں لغزشوں کا
قریب آ گئے اور بھی آپ سے ہم

نہ دنیا میں کچھ ہے نہ عقبا میں کچھ ہے
ہیں سب رونقیں بس تمہارے ہی دم سے

لکھوں تو فقط تیری توصیف لکھّوں
مرا رابطہ ہے یہ لوح و قلم سے

غمِ عشق ہی سے ہوں مانوس انجمؔ
خوشی بھی ملے تو نہ بدلوں میں غم سے



دردِ دل چشمِ نم چاہیئے

اعتبارِ کرم چاہیئے

ان سے ہی لَو لگائے رکھے

جس کو اپنا بھرم چاہیئے

ہم مدینے کے مشتاق ہیں

شیخ جی کو ارم چاہیئے

ہم گریں تو سنبھالیں حضورؐ
یہ عطا ہر قدم چاہیئے

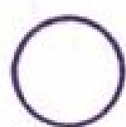
ہوں گدا بھیک سرکار کی
پے بہ پے دم بدم چاہیئے

سبز گنبد نظر میں رہے
کب مجھے جامِ جم چاہیئے

نسبتِ مصطفےٰؐ کی قسم
کج کلاہوں میں خم چاہیئے

عازمِ بارگاہِ نبیؐ
پہلے طوفِ حرم چاہیئے

انجمؔ ان کی ثنا جو کرے
مجھ کو ایسا قلم چاہیئے



زخم خنداں درد پنہاں غم جواں دل کے قریب
اک ہجومِ دوستاں ہو جیسے بسمل کے قریب

اس طرح ایقانِ قربِ دوست ہے دل کے قریب
جیسے اک تسکین کا احساس منزل کے قریب

ہر بھنور پر ہے خمِ گیسوئے جاناں کا گماں
میری کشتی اب کہاں آتی ہے ساحل کے قریب

دل بھی ہے ان پر تصدق جان بھی ان پر فدا
رقص میں ہیں آرزوئیں شمعِ محفل کے قریب

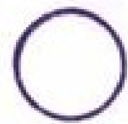
پھر ذرا کھل کر برس جائے وہ ابرِ التفات
اک دھواں سا اٹھ رہا ہے پھر مرے دل کے قریب

اب نہ وہ درماندگی، اب نہ وہ افتادگی
کیا جنونِ شوق لے آیا ہے منزل کے قریب

فیصلہ اس کا جنوں کے واسطے دشوار ہے
اک خلش ہے یا کہ احساسِ خلش دل کے قریب

اور کن لفظوں میں ہو شرحِ جمالِ روئے دوست
رکھ دیا ہے عشق نے اک آئینہ دل کے قریب

آنسوؤں سے جگمگائی رات میں نے تا سحر
آ بھی جا اے جانِ انجم اب مرے دل کے قریب



شامِ غم جگمگا گئے آنسو
یاد تم آئے آ گئے آنسو

ان کے غم اور ان کے ذکر کی خیر
میری قسمت جگا گئے آنسو

میرے دامن کو تر کیا لیکن
آگ دل میں لگا گئے آنسو

جو زباں سے کبھی ادا نہ ہوئی
وہ کہانی سنا گئے آنسو
ہائے ان کو بھی کر دیا ہے ملول
مجھ پہ کیا ظلم ڈھا گئے آنسو

غم بہر حال معتبر نکلا
ہنستے ہنستے بھی آ گئے آنسو

ہر تبسّم کے پھول مرجھائے
رنگ اپنا جما گئے آنسو

دل پہ قابو نہ رہ سکا میرا
آپ آئے تو آ گئے آنسو

ان کا دامن ملا تو اے انجمؔ
کس قدر جگمگا گئے آنسو



ان کے آنے کی جب خبر آئی
بج اٹھی غم کدوں میں شہنائی
اب نہیں ہوش انکی یاد کی خیر
کب گئی رات کب سحر آئی
یہ گماں بھی یقین بن جائے
ہو گئی آپ سے شناسائی

عشق کے سلسلوں کی خالق ہے
حسنِ فطرت کی ایک انگڑائی

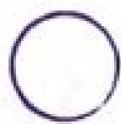
ان کی چشمِ کرم ہی کرتی ہے
جذبۂ شوق کی پذیرائی

تیرے ہر نقشِ پا کو تا بہ ابد
سجدہ کرتی رہے گی رعنائی

جس کی تہہ کو نہ پا سکا کوئی
تیری باتوں میں ہے وہ گہرائی

دونوں عالم سے بے نیاز ہوئے
ہیں غنی آپ کے تمنائی

زندگی کا سبب بنی انجم
آرزوؤں کی ناشکیبائی



وہ میرے دل میں در آئے ہیں روشنی کی طرح
قبول نکہتیں کر لی ہیں پھول ہی کی طرح

انھیں کا ذکر، انھیں کا خیال انھیں کی یاد
جواں ہوا ہے غم عشق زندگی کی طرح

ہر اک نگاہ انھیں کا طواف کرتی ہے
وہ تیرگی میں نمایاں ہیں روشنی کی طرح

یہ بات بوالہوسوں کو نہ ہو سکی معلوم
اجل بھی عشق میں آتی ہے زندگی کی طرح

خرامِ نکہتِ گل آپ سے عبارت ہے
خرامِ نکہتِ گل بھی ہے آپ ہی کی طرح

جواب جس کا کسی آستاں کے پاس نہیں
رکھی ہے آپ نے وہ بندہ پروری کی طرح

میں تیری یاد کو کیسے نہ زندگی سمجھوں
ہے تیرے ذکر میں اک کیف بندگی کی طرح

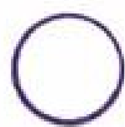
جو تیرے نام سے ہوتی ہے دم بدم پیدا
نہیں ہے خلد کوئی ایسی بے خودی کی طرح

مرے شعور کی معراج ہے یہی انجمؔ
مری غزل کا ہے اسلوب نعت ہی کی طرح

آغاز و انجام

آپ کا نام ہی حسن آغاز ہے
یہ کرم اور بھی اے خدا چاہیئے
آپ کے ذکر میں ہو بسر زندگی
آپ کے نام پر خاتمہ چاہیئے

جنکے سپنے ان کے گیت



ہم اور نہیں کچھُو کام کے
مَتوارے تورے نام کے
ہم اور نہیں کچھو کام کے

نہ جانیں ہم مالا جپنَا
پُوجا سے بَیراگ ہے اپنا
دُھن میں مَدنی شیام کے

ہم میلے ہیں تم ہو پوِتر
چَرن چُھوئیں تو کس بِدھ تیرے
ہم تو بس پَرنام کے

آؤ ذرا سپنے میں آؤ
ہم ہیں اَبھاگی بھاگ جگاؤ
سوئے پڑے ہیں شام کے

مَن موہن آکاش سے آیو
مَن مَندر میں ہمرے سَمایو
واری اِس بسرام کے

جائے کوئی جب پی کی نگریا
رِم جھم برسے نَین بَدریا
رہ جائیں دِل تھام کے

جب سے پریت کا جوڑا پہنا

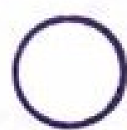
آنسو، آہیں، مَن کا گہنا

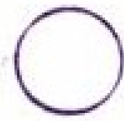
چاکر ہیں بے دَام کے

انجمؔ اپنا پریم اَدھورا

مَن کا دَرپن چُورا چُورا

پریمی ہیں بس نام کے





جوگن بن کے پیار نے ڈھونڈا سب سنسار
اِس دھرتی پر کوئی نہیں تم سا پالنہار

تُمرے دوارے آپڑی
دَیا کرو سرکار

نیّا بیچ بھنور میں ہے ٹوٹے ہیں پتوار
کوئی کھیون ہار نہیں تم ہو کھیون ہار

تمرے دوارے آپڑی
دَیا کرو سرکار

اپنی سُندرتا کا آج　　دید دو مجھ کو دان
کروں تمری کرپا سے　　میں اپنی پہچان
درپن اپنا توڑ کے　　چھوڑا روپ سنگھار

تمرے دوارے آپڑی

دَیا کرو سرکار

جھومے میری آتما　　ناچے ہے ہردے
مجھ کو دی ہے پریم نے　　سُر سے اونچی لے
مَن بینا کے تار میں　　باجت نام تہار

تُمرے دوارے آپڑی

دَیا کرو سرکار

جھولی جگمگ جگمگ ہے　　پریم کی ایسی جوتی
پل پل تُمری یاد سجی　　آنسو آنسو موتی

تمری سُندرتا کا ہے   کتنا سُندر پیار

تُمرے دُوارے آپڑی

دَیا کرو سرکار

سارے میلے دُور کے   لگیں سُہانے ڈھول

عید کا کوئی بھاؤ نہیں   دِیوالی بے مول

تُمرا درشن ہو جائے   یہ ہے بڑا تیوہار

تُمرے دُوارے آپڑی

دَیا کرو سرکار

تُمرا ناتا سچا ہے   تم کو مانا اپنا

اَنجم کی آشاؤں نے   دیکھا تُمرا سپنا

تمرا دُوارا چھوڑ کر   جاتی کِس کے دُوار

تُمرے دُوارے آپڑی   دَیا کرو سرکار

پرنام

میری پُوجا، میری بھگتی پریتم کو پرنام
کر رکھا ہے، پیار نے اُس کے بردے میں بسرام

پریتم کو پرنام

وہ داتا ہے وہ ہے دیالو وہ ہے پالنہار
نام سے اُس کے بن جاتے ہیں سارے بگڑے کام

پریتم کو پرنام

اس کو نہیں دیکھا ہے میں نے　　پھر بھی ہے اس سے پیار
تَن مَن اپنا وار دیا ہے　　سُن کے اُس کا نام

پریتم کو پرنام

پریم اگنی میں جلنے والے　　جانت ہیں یہ بھید
یاد میں رِم جھم نیر بہا کر　　مِلتا ہے آرام

پریتم کو پرنام

اُس نے مجھ کو ڈھانپ لیا ہے　　وہ ہے بڑا اُجیال
ورنہ کوئی اور نہ ہوتا　　مجھ سے بڑا بدنام

پریتم کو پرنام

جیون کا دُکھ سُکھ سے ناتا　　جیسا بھی ہے ٹھیک
جب میں مَروں وہ دَرشن دیدے　　سُندر ہو انجام

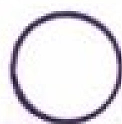
پریتم کو پرنام

اس نے سنبھالا اُس نے بچایا　　میں اُس کے بَلہار
دُنیا والے کر ہی دیتے　　ساکھ مری نیلام

پریتم کو پرنام

انجمؔ اُس کے گُن گاتا ہے　　یہ بھی اُس کی دَین
اس کے سپنوں کی خُوشبو سے　　مہکے صُبح و شام

پریتم کو پرنام



شُبھ سُواگت

آئے نبیںؐ کے سردارؐ

باجے مَن بینا کے تار

آئے نبیںؐ کے سردارؐ

تن من واریں سیس نوائیں

شُبھ سواگت کے دیپ جلائیں

اُن کا جنم دن اپنے لئے ہے

سب سے بڑا تہوار

کیا یہ مہِ میلاد نہیں ہے
آج کوئی ناشاد نہیں ہے
جن کا مَن ہے جگمگ جگمگ
اُن کے سجے گھر بار

کون اَبھاگی، کون دُکھی ہے
اُن کی کرِپا ڈھونڈ رہی ہے
اُن کے ہوتے کون سُنے گا
در در کی دُھتکار

کون ہے جو بپتا کو ٹالے
اُن سے مانگیں مانگنے والے
سارے جگ میں گونج رہی ہے
جن کی جے جے کار

ہم کیا جانیں دین دھرم کو

ہم کیا جانیں کار کرم کو

اُن کے درشن ہمری پوُجا

باقی سب بے کار

برسا دو رحمت کی بدریا

میلی ہے جیون کی چُنریا

مَن آنگن میں ہم نے کرلی

پاپوں کی بھرمار

آئی بلائیں ٹال رہے ہو

کیسے کیسے پال رہے ہو

کوئی نہیں ہے اِس دھرتی پہ

تم سا پالن ہار

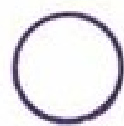
موہنی صورت اپنی دِکھا دو
سپنوں ہی میں بھاگ جگا دو
دُکھیا دِل کو کاٹ رہی ہے
سانسوں کی تلوار
روتا ہوں پر دِل تو مگن ہے
پریم نبیؐ کا میرا دَھن ہے
سچّے سُکھ کا بھید نہ سمجھا
پاگل ہے سنسار
نبیوںؑ کا سر جُھک جاتا ہے
ولیوںؒ کا تو اَن داتا ہے
سب سے بڑی سرکار ہے تیری
سب سے بڑا دربار

تُمرا بھکاری بالک تُمرا
یہ انجم ہے سیوک تُمرا
بھکشا دیدو درشن دے دو

کرپا کرو سرکار



یوں ہی تو نہیں ٹلتے ہیں طوفانِ حوادث
محسوس کیا اِس کو نہ یاروں نے ذرا بھی
ہم پر متوجہ ہیں بہر حال وہ انجم
انکی نگہہِ لطف دوا بھی ہے دعا بھی



جگ داتا جگ بیچ پدھارے

سُندر سُندر پیارے پیارے

سب کے موہن رب کے دُلارے

دھرتی رُوپ، آکاش کے تارے

جگ داتا جگ بیچ پدھارے

تن مَن وارِیں سیس نوائیں

اپنے سوئے بھاگ جگائیں

پونچھ لیں آنسُو نِردھن سارے

جگ داتا جگ بیچ پدھارے

پلکوں پلکوں دیپ جلاؤ

من انگنا میں ناچو، گاؤ

درشن ہوں گے دُوارے دُوارے

جگ داتا جگ بیچ پدھارے

داتا آیا، کِرپا کرنے

اپنی دیا سے جھولی بھرنے

خوش ہو جائیں غم کے مارے

جگ داتا جگ بیچ پدھارے

رُوپ نگر لِکھا ہے مُکھ پر

آنکھیں جیسے پریم کا سَاگر

بات سے پھُوٹیں پیار کے دھارے

جگ دَاتا جگ بیچ پدھارے

اُن کو پایا سب کچھ پایا

سر پر ہے اب اُن کا سَایہ

اب نہ پھریں گے مَارے مارے

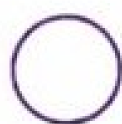
جگ دَاتا جگ بیچ پدھارے

اُن کا جگت ہے اُن کے ہی ہم تم

اُن کا قمر ہے، اُن کے ہی انجم

اُن کے ہیں سارے کے سارے

جگ دَاتا جگ بیچ پدھارے



آج محمدؐ آئے مورے گھر

آنکھوں میں مازاغ کا سُرمہ

سر پر تاج دَنیٰ فَعُنا کا

حُسنِ مجسم اللہ اکبر

آج محمدؐ آئے مورے گھر

صبحِ ازل ہے مکھڑا اُن کا
شامِ اَبد ہے زُلف کا سایہ

اُن سے ہوا ہر قلب منوّر
آج محمدؐ آئے مورے گھر

مہندی لگاؤں گھر وا سجاؤں
من آنگن میں ناچوں گاؤں

تَن مَن وارُوں اُن کے چرن پر
آج محمدؐ آئے مورے گھر

آؤ سکھیو! مِل کر گائیں
اپنے پیا کا جشن منائیں
صلّ علیٰ کی دُھوم ہے گھر گھر
آج محمدؐ آئے مورے گھر

رِم جھم برسے نُور کی برکھا
آیا ہے معراج کا دُولھا

دھرتی اور آکاش سے بہتر
آج محمدؐ آئے مورے گھر

دوش پہ یُوں گیسو لہرائے
بھینی بھینی خُوشبو آئے

رنگ و نکہت سارا منظر
آج محمدؐ آئے مورے گھر

آمنہ بیؑ کا راج دُلارا
کتنا انوکھا، کِتنا پیارا

چاند اُتر آیا ہے زمیں پر
آج محمدؐ آئے مورے گھر

بن کے شبِ معراج میں دُولھا

پہنچے جب افلاک پہ آقا

نغمہ تھا ہر ایک زباں پر

آج محمدؐ آئے مورے گھر

ٹل جائے گی ساری مُصیبت

آجائے گا دورِ راحت

اب تو مجھے دیکھیں گے نجر بھر

آج محمدؐ آئے مورے گھر

انجم بکیس آپ کا مَنگتا

بِھکشا دید و جگ کے دَاتا

بُوند ہوں میں اور آپ سمندر

آج محمدؐ آئے مورے گھر

بستانِ مناقب



مرے لَب پہ رات دن ہے ترا نام غوثِ اعظمؒ

ترے ذِکر سے بنے ہیں مرے کام غوثِ اعظمؒ

مرے راستے میں آکر کبھی مُشکلیں نہ ٹھیریں

مرے کام آرہا ہے ترا نام غوثِ اعظمؒ

جو نظر اُٹھا کے دیکھوں تو ہو سامنے مدینہ

مرے عشق کو عطا ہو وہ دَوام غوثِ اعظمؒ

تو علیؓ کا زورِ بازو تو رسولِؐ حق کی خوشبو
ہے سخاوتوں کا منصب ترے نام غوثِ اعظمؒ

ترے دوش پر قدم ہے شہِ عرش آستاں کا
تری ذات پر بزرگی ہے تمام غوثِ اعظمؒ

مرا کعبہ ارادت ہے اُنہی کا آستانہ
کہ تمام اولیا کے ہیں اِمام غوثِ اعظمؒ

مری خالی جھولی بھر دے مجھے بے نیاز کر دے
ترا فیض، تیری رحمت تو ہے عام غوثِ اعظمؒ

مرے دل کو دل بنا دے مرے گھر کو جگمگا دے
تری دید کا ہوں طالب لبِ بام غوثِ اعظمؒ

ہے اُنہی کے رُخ سے روشن مہ و مہر اور انجم
مری صبح غوثِ اعظم، مری شام غوثِ اعظمؒ

حضرت غوث الاعظم جیلانیؒ

غوثِ اعظمؒ جیلانی　　　مظہرِ شانِ رحمانی
تیرے کرم سے پائی ہے　　　ہر مشکل میں آسانی
غوثِ اعظمؒ جیلانی

زہراؓ کا تو راج دُلارا　　　شیرِ خُدا کی شان
حُسنِ حَسنؓ کا آئینہ ہے　　　دِل تجھ پر قُربان
تیری نِسبت لاثانی
غوثِ اعظمؒ جیلانی

جتنے ولی ہیں زیرِ قدم ہیں　　تیری عظمت صلِّ علیٰ
حسنِ ہدایت کی ہے ضمانت　　تیری نسبت صلِّ علیٰ

تو ہے نورِ سُبحانی
غوثِ اعظمؒ جیلانی

تیری ولایت تیری امامت　　اَوجِ حیدرؓ رازِ پیمبرؐ
تیری حیات اللہ اکبر　　ایسی اعلیٰ ایسی بہتر

جیسے شرحِ قرآنی
غوثِ اعظمؒ جیلانی

آئی مصیبت ٹل جاتی ہے　　یہ ہے تیرا احسان
تیرے زیرِ فرماں طوفاں　　سب تجھ پر قربان

تجھ کو حاصل سُلطانی
غوثِ اعظمؒ جیلانی



آج مرے گھر غوثؒ آئے ہیں   کیوں نہ بچھاؤں آنکھیں
جگمگ جگمگ ساری فضا ہے   کیسے اُٹھاؤں آنکھیں

ساری محفِل نُورانی
غوثِ اعظمؒ جیلانی

تو نے بہت انجم کو نوازا   ذرہ ہے خورشید
اور کرم جاری ہی رہے گا   تجھ سے یہی اُمید

تیری بخشش لاثانی
غوثِ اعظمؒ جیلانی

حضرت داتا گنج بخشؒ

داتا تیرا بڑا دربار

کریو ہمرا بیڑا پار

تیری دیا کی دھوم ہے گھر گھر

اپنی اپنی جھولی لے کر

بھکشا لینے آئے بھکاری

تو ہے پالنہار

تو ہے نبیؐ کا راج دُلارا

تو ہے علیؓ کی آنکھ کا تارا

آ پہنچا ہے آس لگائے

سارا ہی سنسار

سر پر جگ تک تاجِ ولایت

نین سجیلے، موہنی صورت

سُندر سُندر رُوپ یہ تمرے

دونوں جگ بلہار

داتا تیری شان نرالی

تیرا کرم ہے ایسا مثالی

جس نے تجھے مشکل میں پکارا

اُس کا بیڑا پار

اہلِ نظر جو بھی آجائے

اس چوکھٹ پہ سر کو جھکائے

تیری عظمت کا ہے سایہ

دلیوں کو اِقرار

تو ہے عزّت تو ہے عظمت

تو ہے خود اللہ کی رحمت

جس کو تیرا پیار مِلا ہے

وہ تو نہیں نادار

تُمرے دُوارے آن پڑا ہے

سر کو جُھکائے کب سے کھڑا ہے

انجم کا بن جائے مقدّر

کِرپا ہو سرکار

سلطان الہند غریب نوازؒ

تری شان، شانِ یداللّٰہی   تو بڑا غریب نوازؒ ہے

نہ ہو کعبہ کیوں ترا آستاں

تری نسبتیں ہیں قرارِ جاں

تری نسبتوں ہی پہ ناز ہے

تو بڑا غریب نوازؒ ہے

ترے در سے داغِ جبیں مِلا
یہ نشان کتنا حسیں مِلا
یہ نیاز حاصلِ ناز ہے

تو مُعینِ اُمتِ مُصطفٰے
تو ثبوتِ رحمتِ مصطفٰے
تو عطائے میرِ حجاز ہے

ہمیں تو نے اپنا بنا لیا
غمِ دو جہاں سے بچا لیا
ترا دستِ جُود دراز ہے

ترے کیفِ ذکر سے جھوم لیں
ترے آستانے کو چُوم لیں
یہی عاشقوں کی نماز ہے

تو حبیبِ ذاتِ الٰہ ہے
تو ہی بے کسوں کی پناہ ہے
تو کریم بخت نواز ہے

جو سُنی گئی سرِ کربلا
ہے تری صدا بھی وہی صدا
وہی نغمہ ہے وہی ساز ہے

نہ گِنے گئے وہ شُمار سے
جو مِلے ہیں تیرے دیار سے
درِ فیض آج بھی باز ہے

تری شان انجمِ بے نوا
کِسی حال میں بھی نہ لِکھ سکا
تو خدائے پاک کا راز ہے

خواجۂ خواجگانؒ

یا خواجہ معینؒ زہراؓ کے حسین

مری بات بنی رہ جائے سرکار

موری بیّاں پکڑ لو آئی ہوں تُمرے دُوار

کس سے کہوں دُکھ بپتا کوئی نہیں تُمرے سوا

واسطۂ شیرِ خُدا میری طرف چشمِ عطا

تڑپے مورا من روئے جیون

ہو جائے مجھے بھی تو دیدار!

موری بتیاں پکڑ لو آئی ہوں تمرے دوار

چھوڑ کے گھر اور نگر　　تمرے لئے جوگ لیا

اب تو کرد کچھ کرپا　　خوشیاں دیں سوگ لیا

میں تو ہوں دُکھی برہا کی جلی

طعنے نہ مجھے مارے سنسار

موری بتیاں پکڑ لو آئی ہوں تمرے دُوار

منگتا میں، تم راجہ　　میں ادنیٰ، تم اعلیٰ

ذرّہ میں، تم سورج　　قطرہ میں تم دریا

تم سا جو نہیں دُنیا میں سخی

مجھ سا بھی نہیں کوئی نادار

موری بتیاں پکڑ لو آئی ہوں تمرے دُوار

چشت نگر کے دُولھا　　ولیّن کے مہاراجا

مکھڑے کی سُندرتا　　جلوہ ہے مولا کا

سب اہلِ نظر شیدائی ہیں

تم خواجہ عثمانؒ کے دِل دار

موری بتیاں پکڑلو آئی ہوں تمرے دوار

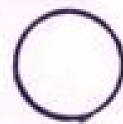
عالی نسب والا حسب　　نورِ نبیؐ جانِ علیؓ

بحرِ کرم حُسن عطا　　ہند ولی قطبِ جلی

انجمؔ تو بھلا کس گنتی میں

ہے سب کو عظمت کا اقرار

موری بتیاں پکڑلو آئی ہوں تُمرے دُوار



فردالافراد خواجہ فریدالدین گنج شکرؒ

خواجہ گنج شکرؒ مہاراج

رکھیو ! مجھ برہن کی لاج

خواجہ معینؒ کی جان تمہی ہو

خواجہ قطبؒ کی شان تمہی ہو

تم کو سوہے سب دُلین کا

جگ مگ جگ مگ تاج

خواجہ گنج شکرؒ مہاراج

تُمری سب اقلیم ولایت

اللہ اللہ شان و شوکت

تُمرے دُوارے سارے راجہ

دینے آئیں باج

خواجہ گنج شکر مہاراج

ہر جلوہ، جلوے میں تُمرے

جو بھی دیکھے سب کچھ دیکھے

تُمرا درشن جس نے کیا ہے

پڑھ لی عشق نماج

خواجہ گنج شکر مہاراج

اپنے در پر مجھ کو بُلایا

ذرّے کو خورشید بنایا

انجم کی تقدیر جگادی

کرپا کی ہے آج

خواجہ گنج شکر مہاراج

حضرت بابا فریدؒ

بابا فریدِ گنجِ شکرؒ جانِ اولیا
آئینۂ صفاتِ نبیؐ شانِ اولیا

میخانۂ معینؒ کے ساقی تمہی تو ہو
قائم ہے تم سے مستیٔ عرفانِ اولیا

ہیں صابرؒ و نظامؒ سے شہباز زیرِ دام
ہے نسبتِ فریدؒ ہی شایانِ اولیا

ہے حضرتِ عمرؓ کی کرامات کا امیں
ہے جس کا نام مطلعِ دیوانِ اولیا

خواجہ قطبؒ کا فیضِ دوامی یہی تو ہے
انجمؔ بھی ہے غلامِ غلامانِ اولیا